

ڈراما

رتناولی

(ہرش وردھن)

مترجمہ

پی۔پیام

اترپردیش اردو اکادمی
لکھنؤ


















































سلسلۂ مطبوعات : ۳۳۴

ڈراما

رتناولی

(ہرش وردھن)

مترجمہ

پی پیام

اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

رتناولی (ہرش وردھن)

مترجمہ پی۔ پیام

پہلا ایڈیشن 1991

تعداد ایک ہزار

قیمت 9/ نو روپے

جگدیش چندر چڈھا، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسرس نشاط آفسیٹ پریس (ٹانڈہ) فیض آباد سے چھپوا کر اکادمی کے دفتر بلہرہ ہاؤس، قیصر باغ، لکھنؤ سے شائع کیا۔

پیش لفظ

کسی زبان کی سطحِ ارتقا کو سمجھنے کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ عصری تقاضوں کو پورا کرنے کی کس درجہ صلاحیت رکھتی ہے، جدید علوم و فنون اور جدید افکار و نظریات کے ابلاغ و ترسیل کے لیے اس کی لفظیات کہاں تک کفالت کرتی ہے۔ اس بات کا ادراک بڑی حد تک اس زبان میں شائع ہونے والی کتابوں کی کیفیت، کمیت اور موضوعات کے تنوع سے ہو سکتا ہے۔

دنیا کی دوسری ترقی یافتہ زبانوں کی تاریخ کے پیشِ نظر کہا جا سکتا ہے کہ اردو کو ایک باضابطہ زبان کی شکل اختیار کیے ہوئے بہت زیادہ عرصہ نہیں ہوا ہے۔ پھر بھی، دوسری زبانوں سے استفادے کے تئیں اس کی وسیع القلبی کی بدولت یہ قابلِ لحاظ لفظی سرمائے کی مالک بن چکی ہے۔ البتہ اردو میں سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات کی کمی کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ کچھ ادارے اصطلاحات سازی کی طرف خاطر خواہ توجہ کر رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں معلوم ہوتا جب اس کمی کا احساس بھی ختم ہو جائے گا۔

اتر پردیش اردو اکادمی کے بنیادی مقاصد میں اشاعتِ کتب کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس مقصد کے حصول کی جانب اکادمی نے کتنی توجہ کی ہے، اس کا اندازہ

اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج اکادمی کا شمار صفِ اول کے اردو ناشرین میں ہوتا ہے۔ اشاعت کتب کا یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔

زیر نظر کتاب ڈرامہ رتناولی مطبوعاتِ اکادمی کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ امید ہے کہ اکادمی کی شائع کردہ دوسری کتابوں کے مانند اس کتاب کو بھی شرف قبول حاصل ہوگا۔

محمد یونس نگرامی
چیرمین مجلس انتظامیہ

اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

ترتیب

رتناولی

ابتدائیہ

۱۹۸۳ء کے گرمیوں کے دن تھے۔ میرا ایک روز اردو اکادمی جانا ہوا۔ صدر جناب سید علی جواد زیدی سے ملاقات ہوئی۔ بڑی محبت سے ملے۔ ماضی و حال پر گفتگو ہوتی رہی سیاست اور ادب پر بات آئی تو کہنے لگے، تمہارا مجموعہ نہیں شائع ہوا۔ میں نے کہا۔ شاعر شعر کہے اس کو سنانے کے لیے مشاعروں کی خاک چھانے۔ ادبی نشستوں میں پہنچے کلام شائع کرانے کے لیے مدیروں سے گڑگڑائے اور اپنی جیب سے مجموعہ بھی چھپوائے میرے بس کا نہیں۔ بولے اکادمی سے امداد مل سکتی ہے۔ میں نے کہا دیکھا جائے گا۔ اسی سلسلہ میں کہنے لگے کہ سنسکرت ادب سے کچھ نکال کر اردو میں ترجمہ کر ڈالو۔ معلوم نہیں کیا سمجھ کر یہ کہا تھا۔ بات میرے دل میں گھر کر گئی۔ مولانا امتیاز علی تاج کے انارکلی کا ترجمہ میں ہندی میں کر چکا تھا۔ ادب میں شعر کے بعد میری دوسری دلچسپی ڈراما ہے۔ دو ایک وَن ایکٹ میں نے لکھے بھی ہیں۔ گھر آکر یہ کام اٹھالیا۔ اور سنسکرت کے مشہور عشقیہ (شرنگاری) ڈرامچہ رتناولی کا ترجمہ شروع کر دیا۔

ترجمہ میں بڑی دقتیں پیش آئیں۔ ۱۳۔۱۴ سو برس پرانے سنسکرت ڈرامہ کو اردو کا جامہ پہنانا کوئی آسان کام نہیں۔ دونوں زبانیں ایک دوسرے سے بالکل مختلف خالص ہندو تہذیب و تمدن میں ڈھلی ہوئی رتناولی کا جدید ماحول کی روشنی میں لفظی ترجمہ تو ناممکن ہی تھا۔ میں نے

کوشش کی ہے کہ نقل زیادہ سے زیادہ اصل سے لگاؤ رکھے۔ زبان عام فہم ہو بھلے ہی مفہوم ادا کرنے کے لیے فقروں سے کام لینا پڑے۔ جہاں سنسکرت کا متبادل نہیں ملا، قریب ترین بھاشا کا لفظ استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کیا تاکہ اس ڈرامہ میں اپنے زمانہ کی قدروں اور اس کے ماحول کا سایہ برقرار رہے۔ اگر سچ پوچھیے تو یہ ایک طرح کا نثری ترجمہ ہے۔ رتناولی نظم میں ہے۔

میں نے ڈراما کی تکنیک میں کوئی پھیر بدل نہیں کیا تاکہ قدیم سنسکرت ڈراما نویسوں کا انداز معلوم ہو سکے۔ طویل مکالموں کو بھی مختصر نہیں کیا نہ عربی فارسی کے متبادل استعمال کیے۔ بھاشا کے جو بھی الفاظ استعمال میں لائے گئے ہیں ان میں بیشتر اردو لغت میں موجود ہیں اور دو چار دس رائج الفاظ کا اضافہ بھی ہو گیا ہے۔

بہر حال یہ ایک ادنیٰ ادبی کوشش ہے کچھ نہیں تو اردو طبقہ تک سنسکرت کی یہ ناٹکا پہنچ تو جائے گی۔ ترجمہ اچھا یا برا ہے۔ اس کو اہل نظر جانیں۔

پرو پکار پیام

سنسکرت ڈراما

بھارت میں تمثیل نگاری کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ اس کا سلسلہ ویدوں سے ملتا ہے۔ بھرت منی کے نایٹہ شاستر کے اولین باب میں ناٹک کی ابتدا کے متعلق کہا ہے کہ عام دیوتاؤں نے برھاجی سے جاکر استدعا کی کہ وہ کسی ایسے فن لطیف کی تخلیق کریں جس سے چاروں برن کے لوگ (برہمن۔ چھتری۔ ویشو۔ شودر) محظوظ اور مستفید ہو سکیں۔ کہتے ہیں برھاجی نے رگ وید سے مکالمہ، سام وید سے موسیقی۔ یجر وید سے اداکاری اور اتھر وید سے رس رنگ اخذ کر کے ایک پانچویں وید یعنی نایٹہ شاستر کی تخلیق کی۔

قدیم ہندوستانی ادب وید مقدس، رامائن، مہابھارت، ہربنس پران پانینی پاتن جلی، کوٹلیہ اور بدھ دھرم کے عالموں کی تصانیف میں فن ڈراما کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قبل از مسیح ہندوستان میں تمثیل نگاری کی بڑی اہمیت تھی اور یہ صنفِ ادب برابر پھلتی پھولتی رہی۔ مگر بہت کچھ وقت کے ہاتھوں ضائع ہو چکا ہے صرف نام اور حوالے بعد کی کتابوں میں رہ گئے ہیں۔ جو ناٹک ہم تک پہنچے ہیں ان میں بھاس کی تصنیفات قدیم ترین ہیں بھاس کو ہی اولیت کا شرف حاصل ہے۔

بھاس :۔ چوتھی یا پانچویں ق۔م۔ اس ڈرامانویس کے ۱۳ ناٹک ملتے ہیں۔ ان میں (۱) سوپن بالودت۔ اور (۲) چارودت۔ مشہور ہیں۔

شودرک :۔ تیسری صدی قبل مسیح ہوا ہے۔ اس کا ناٹک مرچھ کٹک

سنسکرت ادب میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ عشقیہ (نثر نگاری) ہے۔ اس ڈراما میں محبت اور مزاح کا بڑا خوب صورت امتزاج ہے۔

کالیداس :۔ اس شاعر اعظم کا مقام سنسکرت ادب میں آفتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا وہی درجہ ہے جو انگریزی ادب میں شیکسپیر کا۔ تین ناٹک اس کے ملتے ہیں (۱) مال مکاگنی متر (۲) وکرم اروشی (۳) شکنتلا۔ شکنتلا کو عالمی شہرت حاصل ہے۔ اس ڈرامہ کا ترجمہ قریب قریب دنیا کی ہر زبان میں ہو چکا ہے۔ اس کے دور کا صحیح اندازہ نہیں۔ پہلی دوسری صدی ق۔م کے آس پاس

اَشو گھوش :۔ یہ سنسکرت ادب کا پہلا بودھ ڈراما نگار ہے۔ پہلی صدی عیسوی میں تھا۔ اس کے بھی تین ناٹک ہیں۔ (۱) شاری پُتر لقیہ، دو ادھورے ہیں۔

ہرش وردھن :۔ ۶۰۶-۶۴۶ بعد مسیح (۱) پریہ درشیکا۔ (۲) رتناولی (۳) ناگانند یہ تین ناٹک اس کی تصنیف ہیں۔ رتناولی ناٹیکا بہت مقبول ہے۔

بھوبھوت :۔ ساتویں صدی کا یہ ناٹک کار اپنے ڈراموں (۱) مہابیر چرتر (۲) مالتی مادھو (۳) اُتر رام چرتر کے لیے ادب میں اعلیٰ مقام کا مالک ہے۔ اُتر رام چرتر بہت مشہور ہوا۔

وشاکھ دت :۔ یہ بھی بعد مسیح کا ہے صحیح دور کا پتہ نہیں ویسے ساتویں صدی میں کسی وقت ہوا ہے۔ سنسکرت کا اہم سیاسی ڈراما مدرا کھس اس کی تخلیق ہے۔

بھٹ نارائن :۔ ۷۲۵ عیسوی کے ارد گرد زندہ تھا۔ بیڑی سنگھار اس کا ایک ڈراما اب تک مل سکا۔

مراری :۔ ۸۰۰ صدی کا یہ سنسکرتی شاعر آنرگھ راگھو نام ناٹک کا مصنف ہے۔

شکتی بھدر :۔ نویں صدی میں پیدا ہوا آشچریہ چوڑامڑی اس کا مشہور ناٹک ہے۔

دمودر مسر :۔ ۸۵۰ عیسوی کے پہلے کا ہے۔ ہنومن ناٹک اس کی تخلیق ہے۔

راج شیکھر:۔ دسویں صدی کا یہ شاعر اپنے چار ڈراموں (۱) کرپور منجری (۲) بدہ شال دبھنجکا (۳) بال رامائن (۴) بال بھارت یا پرچنڈ پانڈو۔ کرپور منجری مشہور ہے۔ اس کی زبان عام فہم اور مزہ دار ہے۔

چھمیشور:۔ یہ شاعر اعظم راج شیکھر کا ہم عصر ہے۔ اس کے دو ناٹک ہیں (۱) تیشدھانند (۲) چنڈ کوشک۔ اس کی زبان بہت آسان ہے۔

دِنگ ناگ:۔ اس کا زمانہ دسوی صدی کے آس پاس کا ہے کند مال نام کا ناٹک اس کی تخلیق ہے۔

کرشن مِسر:۔ گیارہویں صدی میں ہوا ہے۔ پروبودھ چندرودیہ کا یہ مصنف ہے۔ یہ ایک تمثیل ہے

جے دیو:۔ اس کا زمانہ بارہویں صدی عیسوی ہے۔ پرسن راگھو اس کا مشہور ڈراما ہے۔ تلسی نے اپنی رامائن کے لیے اس سے استفادہ کیا ہے۔

وش راج:۔ یہ جے دیو کا ہم عصر ہے۔ اپنے چھ ڈراموں کے لیے سنسکرت ادب میں اس کا مقام ہے (۱) سمندر منتھن اور (۲) رکمنی ہرن بہت مشہور ہوئے۔

بارہویں صدی کے بعد سنسکرت ڈراموں کا زوال آگیا۔ اور تصنیفات کی رفتار دھیمی پڑگئی مگر سلسلہ بند نہیں ہوا۔ ۱۲۳۰ کا ہمیر مدمردن سترہویں صدی کا جانکی پرڑیں۔ ۱۸۹۲ کا واسنتک سپن ۱۹۱۲ کا دلی سمیھراج۔ پرتاب وجے سنگیوگتا سوئمبر۔ بنگر پرتاپ اور بھارت وجے مشہور ڈرامے ہیں۔

ہرش وردھن

(مصنّف)

رتناولی

موجودہ کروچھیتر علاقہ کے ۶۰۶-۶۴۲ کے آس پاس پانچویں صدی عیسوی میں ایک بڑا راج تھا۔ سرسوتی ندی کے کنارے بسا ہوا نگر تھانیسر اس کی راجدھانی تھی۔ کسی زمانہ میں یہاں کا حکمراں بھگوان شیو کا اُپاسک پشب بھوتی تھا۔ اس کے خاندان میں مہاراج پربھاکر وردھن نے جنم لیا۔ ان کی رانی یشومتی سے تین اولادیں ہوئیں۔ راج وردھن۔ ہرش وردھن اور بیٹی راج شری! ایک جنگ میں بڑے بھائی کے کام آنے پر ہرش وردھن تھانیسر کی گدی پر بیٹھا۔ یہ شجاع عالم اور شاعر تھا۔ حکمرانی میں کامیاب اور شعروادب کے میدان میں بھی سرخ رو۔ چینی سیاح ہونگ سانگ نے ہرش اور اس کے دورِ حکومت کی بڑی تعریف کی ہے۔ ہرش علم دوست اور سرپرست اہل قلم تھا۔ اس کے دربار میں شاعرِ اعظم بان بھٹ اور میور رونق افروز تھے۔ شعرا اور عالموں کا بازار ہمیشہ گرم رہتا تھا۔ ہرش وردھن کو تلوار سے فرصت ملتی تو قلم چلتی مہاراج کی اپنی زندگی یہی تھی۔ تین ڈرامے اس سے منسوب ہیں (۱) رتناولی (۲) پریہ درسیکا (۳) ناگانند۔

رتناولی ایک ناٹیکا (ڈراچہ) ہے۔ یہ حسن وعشق کی داستان ہے۔ مجازی حسن وعشق کی فضا شروع سے آخری تک بندھی رہتی ہے۔ اس میں ہوسناکیوں اور عیش پرستی کی عکاسی کی گئی ہے۔ تمام واقعات بڑی خوبی سے ڈرامائی انداز

میں پیش کیے گئے ہیں۔ اس کو کسی بڑے آدرش کو سامنے رکھ کر نہیں لکھا ہے مگر یہ ڈراما آج سے بارہ تیرہ سو سال کی بھارتی تہذیب کا آئینہ دار ضرور ہے۔ حسن و شباب، رس رنگ، محلوں کی سازشیں، رانی مہارانی سکھی سہیلیوں اور داسیوں باندیوں وغیرہ کی چلتی پھرتی تصویریں اس میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ عام ماحول عشقیہ (نثر نگاری) ہے۔ فن ڈرامانویسی کے اعتبار سے یہ شکنتلا کو نہیں پہنچتا مگر سنسکرتی ڈراموں میں اس کا اپنا مقام ہے۔

کہانی

منظر (۱)

ساتویں صدی سے قبل کسی زمانہ میں دھن دولت سے بھرپور کوشامبھی نام کا ایک شہر تھا۔ یہ شہر موجودہ کرچھتر کے علاقہ میں تھا۔ یہ مہاراجا ادین کی راجدھانی تھی۔ مہراج کی شادی اونتی کے حکمراں کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ باسودتتا نام کی یہی راجکماری ادین کی پٹ رانی بھی تھی۔ اسی دور میں باسودتتا کے ماموں بکرم باہو سنگھل میں حکومت کر رہے تھے۔ اُن کے ایک لڑکی تھی۔ لڑکی حسین و جمیل تھی۔ مہراج بکرم باہو کو اس کی شادی کی فکر ہوئی۔ کسی کامل جیوتشی نے پیشین گوئی کی تھی کہ اس لڑکی کا جس راجکمار سے بیاہ ہوگا۔ وہ اپنے دور کا فرماں روائے اعظم ہوگا۔ یہ خبر اُدین کے داناوزیر یوگندھرائن کے کان میں پڑ گئی۔ اس مُدبّر وزیر نے ملک و وطن کی ترقی اور تحفظ کو دھیان میں رکھ کر بالا بالا مہراج بکرم باہو کے سامنے جو مہارانی باسودتتا کے حقیقی ماما بھی تھے یہ تجویز رکھی کہ وہ اپنی دختر نیک اختر رتناولی کی شادی مہراج ادین سے کر دیں۔ بکرم باہو بڑے دھرم سنکٹ میں پڑ گئے۔ باسودتتا مہراج ادین کی پٹ رانی ان کی بہن کی لڑکی تھی، وہ اپنی لڑکی ادین کو دیتے تو باسودتتا کے حق میں بُرا بھی ہو سکتا تھا۔ کئی دن اسی ادھیڑ بن میں رہے پھر ادین کے وزیر سلطنت یوگندھرائن کو جواب بھیج کر شادی کے متعلق اس کی تجویز کو رد کر دیا۔

اپنے منصوبہ میں ناکامیاب ہونے کے بعد یوگندھرائن نے افواہ اڑادی کہ

مہارانی یعنی باسو دتتا نے لاواڑک گاؤں میں آگ میں جل کر دم توڑ دیا۔ چند دنوں یوگیدھرائن نے دوبارہ ایک سفیر کو بکرم باہو وائی سنگل دیپ کے پاس روانہ کیا۔ اور مہراج ادین کے لیے ان کی بیٹی رتناولی کے رشتہ کی ان سے مانگ کی۔ اس بار تمام آگا پیچھا دیکھ بکرم باہو نے شادی کی تجویز منظور کرلی اور اپنے وزیر خاص کے ہمراہ اپنی بیٹی کو کوشامبھی بھیج دیا۔ وقت کا پھیر دیکھیے کہ جس جہازی کشتی میں رتناولی اور پارٹی سفر کر رہی تھی وہ ایک سمندری حادثہ میں تباہ ہو گئی بجز سنگھل کا وزیر اور کوشامبھی کا کنچکی بابھروے اور کوئی نہیں بچا مگر مالک کے بڑے بڑے ہاتھ ہیں۔ رتناولی کو بھی ایک تختہ ہاتھ لگ گیا اور وہ اس کا سہارا لے کر کنارے آگئی لوگوں سے جدا ضرور ہوگئی۔ ادھر کوشامبھی کے بیوپاریوں کا جل یان بھی لوٹ رہا تھا۔ انھوں نے رتناولی کو دیکھا اور گلے کے ہار سے پہچان لیا کہ ہو نہ ہو یہ بچی کسی راج گھرانے کی ہو اور پھر اس کو باحفاظت لے جاکر ادین کے وزیر اعظم یوگندھرائن کو سونپ دیا۔ وزیر نے رتناولی کا نام ساگریکا رکھ کر اس کو مہاراج کی پٹ رانی کے سپرد کر دیا۔ اب رتناولی ساگریکا کے نام سے مہارانی کی خدمت میں رہ کر محلوں میں دن گذارنے لگی۔

بسنت کے دن آگئے۔ کوشامبھی میں جشنِ بہاراں شروع ہوئے۔ شہر میں بڑی چہل پہل ہوگئی سارے ماحول پر رنگ رلیوں اور سرمستیوں کا عالم چھا گیا۔ ہر طرف راگ رنگ کی محفلیں جم گئیں۔ ہولی دھمار کی تانیں اڑنے لگیں۔ ڈھولک۔ جھانجھ منجیرے سے ساری فضا مسحور ہونے لگی۔ بچوں، نوجوانوں، سکماریوں کی ٹولیاں گلیوں میں دھومیں مچانے لگیں۔ ابر گلال اڑ رہا ہے۔ کوشامبھی آج سرخ زرد جوڑے میں دلھن بن گئی ہے۔ محل میں کام دیو کی پوجا آرادھنا کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ مکرنند باغ میں آم کے بور، رنگ رنگ کے پھولوں اور کیلے کے پتوں سے منڈپ سجایا گیا ہے۔ مہارانی نے مہراج کو پوجا میں شریک ہونے کی دعوت دی ہے مہراج نے دعوت قبول کر لی اور بسنتک اپنے مسخرہ مصاحب کے ہمراہ تشریف

لائے۔ اِدھر مہارانی بھی آئیں۔ آکر دیکھا کہ دوسری خادماؤں کے ساتھ ساگریکا بھی وہاں موجود ہے۔ مہارانی کی تیوریاں چڑھ گئیں " تو یہاں کیوں آئی۔ جا اپنا کام کاج (مینا کی دیکھ بھال) دیکھ " مہارانی کا حکم سر آنکھوں پر رکھ کر ساگریکا وہاں سے چلی تو گئی لیکن جب مہارانی نظر سے اوٹ ہو گئیں تو سوچا کہ وہ خود کیوں نہ پوجا کو دیکھ کر اپنی آنکھ کی پیاس بجھائے۔ غرض کہ وہ وہیں لتاؤں کی آڑ میں کھڑی ہو گئی اور دیکھا کہ مہاراج کی پوجا ہو رہی ہے۔ اس کو ایسا لگا کہ عشق و محبت کا دیوتا کام دیو آب و گِل کے پیکر میں وہاں موجود ہے اور نذرانۂ عقیدت قبول کر رہا ہے۔ اُس نے بھی کچھ پھول توڑ کر بڑی شردھا سے ادھر پھینک کر چڑھا دیے کہ دیوتا اس کی بھی آرزو پورا کرے اور وہیں مہاراج کو دیکھ کر اپنا دل دے بیٹھی۔

منظر (۲)

محبت کی چوٹ کھا کر وہ کچھ ایسی بے تاب ہوئی کہ وہاں ایک پل بھی نہ ٹھہر سکی۔ سیدھے کدلی گھر جا کر رنگ و قلم لے کر بیٹھ گئی اور اپنے محبوب کی تصویر اتارنے میں لگ گئی ٹھیک اسی دوران اس کی سکھی سوسنگیتا وہاں آجاتی ہے۔ ساگریکا کے ہاتھوں میں تصویر دیکھ وہ حالات کو تاڑ گئی اور پوچھا کس کی تصویر ہے؟ ساگریکا نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ جشن بہاراں کے موقع پر اس نے کام دیو کی تصویر بنائی ہے۔ سوسنگیتا نے ساگریکا کے ہاتھوں سے تصویر کی تختی لے کر مہاراج کے پہلو میں خود اس کی صورت بنا دی۔ اس پر ساگریکا بگڑی تو اس نے کہہ دیا کہ تم نے کام دیو کی تصویر بنائی تو میں نے اس کی بغل میں رَتی کو بنا کر بٹھا دیا۔ دیر تک دونوں میں عشق و محبت کی باتیں ہوتی رہیں۔ پاس ہی ٹنگے ہوئے پنجرے میں بیٹھی ہوئی مَینا نے دونوں کے منھ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ ذہن نشیں کر لیا۔ ٹھیک اسی وقت مہاراج کا پالتو بندر کہیں کھل گیا۔ وہ اُچھلتا کودتا ادھر آنکلا۔ دونوں ساگریکا اور سوسنگیتا خوف زدہ ہو کر بھاگ گئیں۔ ادھر بندر نے یہ حرکت کہ پنجرہ کا منھ کھول دیا۔ بندر کے چلے جانے کے بعد جب ساگریکا اور سوسنگیتا ادھر آئیں

توکیا دیکھا کہ پنجرہ کا دروازہ کھلا ہے اور مینا اڑی جا رہی ہے۔ ساگریکا ڈری کہ کہیں
ایسا نہ ہو یہ کم بخت اس کی اور سوسنگیتا کی باتوں کو کسی کے سامنے دہرا دے۔ دونوں
نے سوچا اس کو پکڑ کر پنجرہ میں ڈال دیں مگر اس وقت تک مینا نے مہاراج ادین
کے سامنے بیٹھ کر سب داستان دہرا دی۔ اس بھاگ دوڑ میں ساگریکا تصویر
کو کدلی گھر میں چھوڑ آئی اور لانا بھول گئی۔ مہاراج کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ مینا
کے منھ سے ساگریکا کے دل کا حال سن ہی چکے تھے۔ مہاراج اور مصاحب بسنتک گفتگو
کر ہی رہے تھے کہ سوسنگیتا تصویر لیے ادھر آئی اور مہاراج کو دیکھ ساگریکا کی
بے قراری کا حال ان کو بتا دیا اور وہیں قریب لتا منڈپ میں ساگریکا کو ان سے
ملا بھی دیا۔ اسی درمیان مہارانی باسودتتا مہاراج کو ڈھونڈھتی ہوئی کدلی گھر
کی طرف آ نکلیں۔ وہاں پڑی پینٹنگ کو اٹھا کر دیکھا تو ان کے غم و غصہ کا ٹھکانا نہ رہا
مہاراج نے بہت ڈلرایا اور منتیں کیں مگر وہ نمک کر وہاں سے چلی گئیں۔

منظر (۳)

مہاراج ساگریکا کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو ہی چکے تھے۔ اب محبت ان کے
لیے ایک روگ ہو چلی تھی۔ فرقت کا ایک ایک دن ان کے لیے پہاڑ ہو رہا تھا۔ دن
بدن اسی میں گھل رہے تھے۔ بسنتک نے جب یہ حال مہراج کا دیکھا تو سوسنگیتا سے
مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے۔ سوسنگیتا کو ایک ترکیب سوجھی اس نے بسنتک سے کہا
کہ مہارانی نے جو اپنا جوڑا اُسے انعام میں دیا ہے اسی کو پہنا کر وہ ساگریکا کو مادھوی
منڈپ (بنگلہ) میں لے آئے گی اور وہ خود کانچن لتا کا بھیس بنا کر مصنوعی مہارانی
کے ساتھ رہے گی۔ یہ ناٹک رچ کر وہ چلی گئی۔ ادھر مہارانی باسودتتا کو اس کی خبر
لگ گئی کہ آج شام مہاراج اور ساگریکا کا ملن ہوگا وہ خود کانچن لتا کو لے کر مادھوی
منڈپ میں آئیں وہاں مہاراج اور بسنتک دونوں ساگریکا کے لیے ہمہ تن انتظار
تھے۔ بے قراری کے عالم میں مہاراج دھوکا کھا گئے اور اصلی مہارانی کو بنی ہوئی
ساگریکا سمجھ بیٹھے اور لگے بیپانہ دل سے پیار انڈیلنے۔ ان کی محبت کی باتیں سُن

سن کر مہارانی اندر ہی اندر جلتی بھنتی رہیں اور جب برداشت نہ ہوا تو اپنا گھونگھٹ الٹ دیا۔ اب تو مہاراج کے حواس باختہ! دیکھا تو وہ مہارانی باسودتتا تھیں۔ لگے ان سے ہاتھ پیر جوڑنے۔ مہارانی نے ایک نہ سنی اور وہاں سے چلی گئیں۔ چند منٹوں بعد وہاں مہارانی کے بھیس میں ساگریکا بھی آگئی مگر اب کھیل بگڑ چکا تھا اس کو معلوم بھی ہوگیا تھا کہ مہارانی اس کے روپ بدلنے کا حال جانتی ہیں وہ کانپ گئی کہ مہارانی کو ساری سازش کا پتہ چل گیا ہے اور مہاراج سے ملن بھی نہیں ہوسکا۔ اپنی اس حرکت پر اس نے نادم و شرمندہ ہوکر جان دینا ہی بہتر سمجھا۔ اور قریب سے ایک لتا کھینچ کر پھانسی کا پھندہ لگانے ہی کو تھی کہ مہاراج اور بسنتک ادھر آگئے۔ مہاراج نے ساگریکا کو پھانسی لگاتے دیکھا تو جھپٹ کر لتا چھین لیا اور اپنی سوگندھ دلاکر اس کو اس کام سے روک دیا۔

ادھر مہارانی مہاراج پر ناراض ہوکر چلی تو گئیں مگر بعد کو ان کو بڑا پچھتاوا ہوا کہ ناحق انھوں نے مہاراج سے خفا ہوکر ان کی منتوں کو ٹھکرا دیا اور اپنے اس نازیبا سلوک کے لیے وہ مادھوی لتا منڈپ کی طرف گئیں کہ مہاراج سے معذرت کرلیں۔ وہاں جاکر کیا دیکھتی ہیں کہ ساگریکا اور مہاراج میں راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں یہ دیکھ مہارانی غضبناک ہوکر آپے سے باہر ہوگئیں۔ انھوں نے سمجھ لیا کہ اس تمام سازش میں مسخرہ بسنتک کا ہاتھ ہے۔ اسی نے یہ تمام حرکتیں کروائی ہیں۔ وہیں انھوں نے بسنتک کو بندھوا لیا اور ساگریکا کو بھی اپنے ہمراہ لے کر محلوں کو چلی گئیں۔ مسخرہ کی تو تھوڑی دیر بعد رہائی ہوگئی مگر ساگریکا کو محل کے کسی نامعلوم حصہ میں قید کرادیا گیا اور یہ اڑوا دیا کہ وہ اجین بھیج دی گئی

منظر (۴)

سوسنگیتا کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ بے حد دکھی ہوئی کہ کہاں یہ آفت ساگریکا پر آن پڑی۔ بسنتک (مسخرہ) سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ جب ساگریکا اپنی زندگی سے مایوس ہوگئی تو اس نے اپنی رتن مالا آپ کو دینے کے لیے مجھے دے دی تھی

آپ اس کو قبول کریں۔ بسنتک نے وہ مالالے کر گلے میں ڈال لی۔ اسے پہنے ہوئے وہ مہراج کے پاس آیا اور ساگریکا کی ساری رام کہانی ان کو سُنائی۔ مہراج کو بے حد تکلیف ہوئی۔ اس تازہ غم نے ان کو اور بے چین کر دیا۔ اسی میں غلطاں پیچاں تھے کہ سپہ سالار اعظم کے خبر رساں نے آکر اطلاع کی کہ جو فوج کوشل کو سر کرنے گئی تھی وہ ظفریاب ہوئی اس خبر سے مہراج کو بڑی خوشی ہوئی اور ان کی ذہنی کیفیت کو قدرے سکون ہوا۔

ادھر وزیر اعظم یوگندھرائن نے سوچا کہ اس کی اسکیم اب کارگر ہو سکتی ہے۔ راستہ بہت کچھ رام ہو چکا ہے۔ اس نے آخری داؤں پھینکا۔ ایک اندر جال جادوگر کو دربار روانہ کیا۔ دربار میں آکر اس نے بتایا کہ وہ اجیّن کا ہے۔ مہراج نے جادو دکھانے کی اجازت دے دی۔ اور مہرانی باسودتتا کو بھی تماشا دیکھنے کی دعوت دی کھیل شروع ہوا۔ آسمان پر دیوتا دیویاں چلتے پھرتے دکھائی دینے لگے۔ دن میں چاند ستاروں کا منظر نظر آنے لگا۔ لوگ محوِ حیرت ہو گئے۔ اسی بیچ سنگل کے پردھان منتری بسوبھوت اور مہراج کا کنچوکی بابھروے مہراج سے ملنے آگئے۔ مہراج نے جادوگر کو حکم دیا کہ تماشا تھوڑے وقفہ کے لیے ملتوی کیا جائے۔ جاتے جاتے اندر جالک مہراج سے درخواست کر گیا کہ وہ اس کا آخری کھیل ضرور دیکھیں۔ مہراج گفتگو میں مشغول تھے کہ اسی وقت ہلّا ہوا کہ حرم سرا میں آگ لگ گئی ہے اور سچ مچ سارا محل آگ کی لپٹوں میں جلتا دکھائی دینے لگا۔ دھواں اتنا بھر گیا کہ دم گھٹنے لگا۔ جب یہ حادثہ ہوا تو مہارانی باسودتتا بھی وہیں موجود تھیں انھیں یاد آیا کہ ساگریکا کو انھوں نے محل میں باندھ رکھا ہے وہ غریب تو بھاگ کر بھی نہیں جا سکتی۔ گھبرا کر انھوں نے مہراج سے پرارتھنا کی کہ وہ کسی طرح ان کی داسی کو بچالیں نہیں تو آگ اس کو بھسم کر دے گی۔ مہراج فوراً شعلوں میں پھاند پڑے اور ساگریکا کو اندر سے کھینچ لائے۔ اب آگ ختم ہو چکی تھی۔ لوگوں نے چین کی سانس لی اور بعد کو معلوم ہوا کہ یہ بھی اندر جالک کی شعبدہ گری تھی ادھر وزیر بسوبھوتی کی نظر ساگریکا پر پڑی وہ پہچان گئے کہ یہ تو سنگھل کی راجکماری

ہے ۔ بسنتک کے گلے کی رتن مالا نے اس یقین کو اور پختہ کر دیا ۔ بسو بھوت نے مہراج کو بتایا کہ ساگریکا تو سنگھل کی راج کماری رتناولی ہے ۔ وزیر سلطنت یوگندھرائن بھی وہیں آگئے اور مہراج کو وہ تمام اسکیم بتائی جس کے ذریعہ وہ رتناولی کو محلوں میں لانا چاہتے تھے اور کامیاب بھی ہوئے، مہارانی باسودتتا کو بڑا دکھ ہوا کہ وہ اپنی ممیری بہن کو پہچان نہ سکیں ۔ انھوں نے اس کو گلے لگایا اور قیمتی لباس اور زیوروں میں ملبوس کر کے بحیثیت بڑی بہن اس کے ہاتھ کو مہراج کو پکڑا دیا ۔ استدعا کی کہ وہ اس کی چھوٹی بہن کو قبول کریں اور اتنا پیار دیں کہ وہ اپنے گھر کو بھول جائے مہراج نے بخوشی اس تحفہ کو قبول کر لیا وہ اس پر جان دیتے ہی تھے ۔

رتناولی

کردار (مذکر)

۱۔ سوتر دھار	ناٹک شروع کرانے والا۔ ناظم، ڈائریکٹر، منیجر
۲۔ مہاراجا	کوشامبھی نریش۔ ادین (ہیرو)
۳۔ ظریف یا مسخرہ	برہمن بسنتک (مہاراج کا مصاحب دوست)
۴۔ یوگندھرائن	وزیر اعظم سلطنت کوشامبھی
۵۔ وجے ورما	سپہ سالار کوشامبھی
۶۔ بابھرویہ	ادین کا کنچکی (سن رسیدہ بزرگ برہمن حرم سرا میں آنے جانے کی پوری چھوٹ)
۷۔ بسوبھوت	سنگھل راج کا وزیر اعظم
۸۔ اندرجالک	اجین نگری کا جادوگر

کردار (مونث)

۱۔ رتناولی (ساگریکا)	سنگھل راج کی راجکماری بکرم باہو کی دختر (ہیروئن)
۲۔ باسودتّا	مہاراج ادین کی پٹ رانی (محل خاص)
۳۔ کانچن مالا	مہارانی باسودتّا کی سہیلی (باندی)
۴۔ سوسنگیتا	رتناولی کی سہیلی
۵۔ چولتیکا	حرم سرا کی داسی
۶۔ نیپڑیکا	باندی (خادمہ)
۷۔ وسوندھرا	حرم سرا کی پہرہ دار
۸۔ نٹی	سوتر دھار کی بیوی
۹۔ ساریکا	مَنیا
۱۰۔ مدنیکا	محلوں کی باندی

(منظر پہلا)

منگلا چرن[1]

پوجا کے کچھ پھول ہاتھوں میں لیے حسن و شباب کے بوجھ سے قدرے جھکی ہوئی پاربتی[2] اپنے پنجوں کے بل شیو[3] کے سامنے کھڑی ہیں۔ شنکر[4] نے اپنی تینوں آرزومند آنکھیں کھول دیں نگاہوں کی شعاعیں پاربتی کے بدن پر کھل کھیلیں۔ وہ شرم و حیا سے پسینہ پسینہ ہو کر شدت جذبات سے لرزہ اندام ہو جاتی ہیں۔ ہاتھوں سے پھول زمین پر گر کر بکھر جاتے ہیں۔ عقیدت کے یہی گلہائے رنگا رنگ آپ تمام لوگوں کا تحفظ کریں۔ اور

اپنے ہونے والے پتی شنکر سے اول اول ملنے کی ازحد خواہش مند پاربتی کو جلدی تو تھی مگر فطری جھجک سے رکی ہوئی وہ قدم آگے نہیں اٹھا رہی ہیں۔ سکھی سہیلیاں اور گھر کی عورتیں آگے بڑھنے کے لیے ان کو اکساتی ہیں ڈھکیلتی ہیں۔ اپنے بَر شنکر کو اپنے سامنے دیکھ کر سہمی اور سہری ہوئی پاربتی جن کو ہنس کر مہادیو نے گلے لگا لیا ہے وہ آپ لوگوں کے لیے باعث خیر و برکت ہوں۔ اور

شنکر کی غیظ و غضب سے بھڑکی ہوئی آنکھوں نے ہون کنڈوں کی سہ آتش[5] کو اچھا بھا کر اجاڑ دیا ہے۔ وید منتروں کو پڑھنے والے خوف زدہ رشیوں میں بھگدڑ مچ جاتی ہے وہ ادھر ادھر گر رہے ہیں۔ شیو کے گنتر[6] ان کی پگڑیوں کو چھین جھپٹ کر پھینک رہے ہیں۔ دکچھ[7] منتیں کر رہے ہیں پاربتی کی ماں مینا آہ و زاری کر رہی ہیں دیوتا بھاگے

---

[1] حمد [2] شنکر کی پتنی [3] شنکر۔ دوسرا نام مہادیو کا۔ ان کے تین آنکھیں کہی جاتی ہیں [4] شیو کا دوسرا نام [5] ابتدائی، درمیانی اور بعد کی آخری [6] حفاظتی دستہ، خادم، ساتھی [7] شنکر کے خسر

جارہے ہیں۔ دکچھ کے یگ کو اس طرح تہس نہس ہوتے دیکھ کر شیو ایک زبردست قہقہہ لگاتے ہیں۔ پاربتی کو یہ احوال سنانے والے شنکر آپ سب کا کلیان کریں۔

چندرماں کی جے ہو۔ دیوتاؤں کو من برہمنوں کو فتنہ و فساد سے نجات ملے، امن و امان بحال ہو۔ دولت و ثروت سے دھرتی مالامال ہو۔ راجاؤں میں ماہِ تمام ہمارے مہاراج ہرش ورد[1]ھن کا جاہ و جلال بڑھے۔

سوتر دھار:۔ اور تفصیل سے کیا حاصل؟ جشنِ بہاراں میں شرکت کے لیے دور دراز ملکوں سے آئے ہوئے حکمرانوں نے بڑی عزت سے مجھے بلاکر کہا کہ میرے مہاراج نے کہانی اور اسلوب بیان کے اعتبار سے ایک بے مثال ناٹک رتناولی کی تخلیق کی ہے مگر انھوں نے اس کا کھیل نہیں دیکھا۔ براہ کرم دلوں کو شاد کرنے والے مہاراج ہرش وردھن کی شان میں اسی ناٹک کو کھیلو۔ اس لیے رنگ روپ بدل کر ان کا پسندیدہ ناٹک شروع کیا جائے (ناظرین پر نگاہ ڈالتے ہوئے من میں) مجھے یقین ہے کہ کھیل دیکھنے کے لیے تماشائیوں کے دل بے تاب ہو رہے ہیں۔ ہرش ایک باکمال شاعر اور تمثیل نگار ہیں۔ یہ مجمع بھی شعر و فن کا جوہری ہے کیوں نہ ہو۔ مہاراج ادین (ہیرو) کے کردار میں بڑی کشش ہے۔ ادھر ہم لوگ بھی ناٹیہ کلا میں کمال رکھتے ہیں۔ ناٹیکا کے کسی ایک پہلو ہی کا حسن دلوں کو موہ سکتا ہے پھر اس میں تو ہماری قسمت سے تمام خوبیاں یکجا ہو گئی ہیں۔

اب گھر سے نٹی کو بلاکر گانا شروع کرادوں (گرین روم کی طرف دیکھ) یہی تو ہمارا امکان ہے۔ تو اندر جاؤں (اندر جاکر) آر[2]یئے۔ ادھر تو سنو۔

آریئے:۔ آریہ پتر کہیے۔ میں آئی کیا حکم؟

سوتر دھار:۔ یہ مجمع رتناولی دیکھنے کے لیے بے تاب ہو رہا ہے۔ لباس بدلو

---

[1] یہ چاند کے خاندان سے ہیں (چندر بنسی ہیں) [2] آریہ کا مونث

نٹی :۔ آریہ پتر (ایک آہ سرد کھینچ کر) آپ کو تو کوئی غم ہے نہیں۔ آپ تو ناچیں گے ہی۔ مجھ کمبخت کے ایک ہی لڑکی ہے آپ نے نہ جانے کہاں دور دراز ملک میں اس کی شادی طے کر دی وہ پردیسی کب بیاہ کرے گا؟ اسی چنتا میں ہر وقت کھوئی رہتی ہوں مجھے اپنی سُدھ بُدھ بھی نہیں رہتی ناچنا گانا کس کو سُہاتا ہے۔

سوتر دھار :۔ آریے۔ دوری دُکھ کا کارن نہیں۔ اگر قسمت ساتھ دے جائے تو وہ دور دیس سے سمندروں کے بیچ سے اور اطراف کی حدوں سے من چاہی شے کو جلد سے جلد لاکر ملا سکتی ہے۔

آریے :۔ (پردہ کے پیچھے سے) واہ۔ وا۔ بھرت پتر[1] ہے تو ایسا ہی۔ اس میں کیا شک؟

سوتر دھار :۔ (یہ سن کر پردہ کی طرف دیکھتا ہے اور خوش ہو کر) آریے۔ یہ تو میرا چھوٹا بھائی یوگندھرائن بن کر آگیا۔ ہم بھی روپ بدل لیں

(دونوں چلے جاتے ہیں)

تمہید ختم

(اسٹیج پر یوگندھرائن داخل ہوتا ہے)

یوگندھرائن :۔ ٹھیک ہی کہا ہے۔ اس میں کیا شک؟ (دور دیس۔ سمندروں۔ دہراتا ہے) نہیں تو ایک مردِ کامل کی پیشین گوئی پر یقین کیوں کیا جاتا؟ کیسے سنگل کی راجکماری ایک ناؤ کے حادثہ میں ڈوب کر سمندر سے بچ کر نکل آتی۔ یہاں سے اس کو کاٹھ کے پٹرے کا سہارا مل جاتا؟ کیوں کر ان حالات میں سنگھل دیس سے واپس ہونے والے کوشامبھی کے بیوپاری اسے ملتے اور رتن مالا دیکھ کر پہچان لیتے اور اس کو یہاں لاکر پہنچا جاتے۔ میں نے بھی تو اس کو باسودتا کے حوالے کر دیا۔ اچھا ہی کیا۔ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ بابھرویہ کنچکی[2] سنگھلیشور کے وزیر بسو بھوت کے ہمراہ کسی طرح

---

[1] اداکار (بھرت ناٹیہ کلا کے عالم تھے اس لیے پتر کے پہلے بھرت کا لفظ جوڑ دیتے ہیں) [2] برہمن اس کی پوشاک، لبادہ۔

سمندر سے بچ کر کوشل کی فتح یابی کے لیے گئے ہوئے سپہ سالار دوم بان سے جا ملا ہے۔
اگرچہ ہمارے مہاراج کا مقصد پورا ہو چلا ہے مگر پھر بھی مجھے سکون نہیں۔ یہ احساس
محکومی بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ اپنے مہاراج کی شان و شوکت میں چار چاند لگانے
کے لیے میں نے جس کام کی ابتدا کی تھی اس میں قسمت ایسی یاوری کر رہی ہے کہ اس
کی تکمیل میں مجھے ذرہ برابر بھی شبہ نہیں مگر یہ سب میں نے اپنے من سے کیا ہے بس۔
اسی لیے میں مہاراج سے ڈر رہا ہوں۔

(پردہ کے پیچھے شور و غُل)

یوگندھرائن:۔ (سن کر) مردنگ کی تھاپ میں گھلا ہوا نغمہ شہریوں کی میٹھی تالیوں
کے ساتھ جس طرح اٹھ رہا ہے اس سے مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ جشن بہاراں سے سرمست
شہریوں کی رنگ رلیوں کو دیکھنے کے لیے مہاراج محل کی طرف چل پڑے ہیں۔ مہاراج!
جن کے نظام میں فتنہ و فساد نہیں ہوتے جن کو پرجا کا پیار ملا ہے اور جو ان کے دلوں
میں بستے ہیں جن کو بسنتک نام کا مسخرہ بہت عزیز ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سراپا کام[1] دیو کی صورت ہنس راج ادین مہارانی کے
ساتھ خود اپنا ہی جشن دیکھنے کے لیے آرہے ہیں (اوپر دیکھ) لو مہاراج آگئے۔ اس
وقت میں بھی گھر جا کر اپنا آگے کا کام کاج سوچ لوں (جاتا ہے)

جشن بہاراں کے شایانِ شان اطلس و کمخواب میں ملبوس مہاراج اور ظریف
داخل ہوتے ہیں۔

مہاراج:۔ یار بسنتک

ظریف:۔ حکم

مہاراج:۔ ملک کے دشمن رام ہو چکے ہیں۔ لائق وزیر کے ہاتھوں میں حکومت کی

---

[1] عشق و محبت کا دیوتا۔

محلوں میں آزادی سے آتا جاتا ہے۔ مہاراج کو مشورہ بھی دیتا ہے۔

تمام ذمہ داریاں دی جاچکی ہیں۔ رعایا کی صحیح ڈھنگ سے پرورش ہو رہی ہے۔
ملک بدامنی اور بغاوت سے پاک ہے۔ ہر طرف امن وامان ہے۔ باسودتا جیسی
شریک حیات تم جیسا دوست اور یہ سرمست موسم بہار۔ جہاں ہو وہاں تو مجھے
محسوس ہوتا ہے کہ یہ تمام جشن میرے ہی لیے ہے۔ کام دیو کا تو بس نام ہی نام ہے۔

ظریف :۔ (خوشی سے) بات تو ایسی ہی ہے مہاراج مگر میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہ
آپ کے طفیل میں ہے نہ یہ کام دیو کے لیے۔ یہ بسنت کا جشن تو مجھ غریب برہمن بسنتک
کی شان میں منایا جا رہا ہے جس کے آپ دوست ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں (دیکھ کر)
چھوڑیے ان باتوں کو جشن بہاراں دیکھیے۔ سرشار حسینائیں ہاتھوں میں پچکاریاں
لیے مردوں کو رنگ سے نہلا رہی ہیں لوگ خوشی میں ناچ گا رہے ہیں۔ دف اور
تالیوں پر پھگوا اور دھمار[1] کے راگ اُڑ رہے ہیں ابر گلال سے شش جہت کا چہرہ
سرخ و زعفرانی ہو رہا ہے۔

مہاراج :۔ (چاروں طرف نگاہ ڈال کر) اہا۔ ہا۔ ہا۔ لوگوں کی خوشیاں عروج پر ہیں
فضا میں اس قدر ابر گلال اڑا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سویرا ہو رہا ہے۔ اڑتے ہوئے
رنگوں میں سنہرے زیوروں سے دمکتی ہوئی لوگوں کی بھیڑ اور غنچہ و گل سے لدی ہوئی
اشوک[2] کی ڈالیوں کے سروں کی اوٹ سے کوشامبھی نگر[3] ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے یہاں
کے لوگوں کے جسموں پر سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہو۔ اپنی زرق برق پوشاک سے یہ
کبیر[4] کے خزانہ کو شرما رہے ہیں۔ پچکاریوں سے نکلا ہوا پانی چاروں طرف پھیل گیا ہے
لوگوں کے چلنے سے میدان میں کیچڑ ہو چلا ہے۔ رنگ کھیلتی ہوئی عورتوں کے عارض
سے اس قدر گلال جھڑا ہے کہ وہ بھی لال ہو رہا ہے اس میں سنے ہوئے پیر فرش
پر پڑتے ہیں تو وہ بھی لہو رنگ ہو جاتا ہے۔

ظریف :۔ (دیکھ کر) یہ بھی تو دیکھیے۔ رنگ کھیلتی ہوئی بیسوائیں طاق شہریوں کی

---

[1] ہولی کے گیت [2] ایک پیڑ کا نام [3] ونس کی راجدھانی [4] دولت کا دیوتا۔

پچکاریوں سے نکلی ہوئی رنگوں کی دھار کی مار سے چیخ رہی ہیں۔

مہاراج :۔ تم نے خوب دیکھا۔ اڑتے ہوئے گلال سے اندھیرا سا ہو رہا ہے۔ جڑاؤ گہنوں کی چمک دمک سے مجھے سانپ کے پھن کی شکل والی پچکاری دیکھ کر پاتال لوک[1] کی یاد آجاتی ہے۔

ظریف :۔ دیکھیے نا۔ بدمستی میں مدنیکا کیسے پھوہڑپن سے بسنتک کی اداکاری کرتی ناچتی چوتلتیکا کے ساتھ آرہی ہے۔

(مدن[2] رقص کا مظاہرہ کرتی دویدی[3] گاتی ہوئی دونوں داسیوں کا داخل ہونا)

غرورِ حسن کی گرہیں ڈھیلی کرنے والی اور آم کے پیڑوں کو بورانے والی کام دیو کی محبوب پیامبر صندلی ہوا چل رہی ہے جن سندریوں کی کلیوں سے مولسری اور اشوک[4] شگفتہ ہونے لگتے ہیں اور جو وصل کی آرزومند ہیں اور انتظار کی تاب نہیں لاسکتیں وہ اب بے حد بے قرار ہو رہی ہیں۔ یہ موسم بہار پہلے لوگوں کے دلوں کو پرگداز کر دیتا ہے پھر کام دیو انھیں اپنے پھولوں کے تیروں سے بیدھتا ہے۔

مہاراج :۔ (بڑی حیرت سے) یہ گھروالی ناچ رنگ میں اس قدر مست ہے کہ اس کا جوڑا جس کو بڑی جتن سے پھولوں کے ہار سے باندھ رکھا تھا کھل کر لٹک آیا ہے وہ اب رنگ و نکہت سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ دیکھو اس مدمست عورت کے گھنگھروؤں کی آواز تیز ہوتی جا رہی ہے۔ جھومنے سے اس کے گلے کا ہلتا ہوا ہار اس کے سینہ پر چوٹ کر رہا ہے پھر بھی وہ رقص کرتی ہی جا رہی ہے۔ اس میں وہ ایسی کھوئی ہوئی ہے کہ اس کو اپنی چھاتیوں کے بوجھ سے جھکی ہوئی کمر کے ٹوٹنے کی بھی پروا نہیں۔

ظریف :۔ دوست۔ اب میں بھی ان رنگ رلیوں میں شامل ہو کر جشن بہاراں کو عزت بخشنے جا رہا ہوں

مہاراج :۔ ضرور ضرور

---

[1] تحت الثریٰ، یہاں ناگوں کا راج ہے [2] کام دیو جنسیات کا دیوتا [3] ایک طرح کا گیت [4] ایک پیڑ کا نام

ظریف :۔ (چیٹیوں[1] کے درمیان ناچتا ہوا) ارے مدنیکا او چوتلتیکا مجھے بھی یہ چرچری[2] گیت سکھا دے۔

دونوں سکھیاں :۔ موئے۔ یہ چرچری نہیں دوپدی کھنڈ ہے۔

ظریف :۔ اس کھانڈ سے کیا لڈو بنتے ہیں؟

چٹیاں :۔ (ٹھٹھا لگا کر) نہیں۔ نہیں۔ یہ کھایا نہیں جاتا گایا (پڑھا) جاتا ہے

ظریف :۔ (پچھتا کر) یہ پڑھا جاتا ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میں جاتا ہوں۔

دونوں :۔ (بسنتک (ظریف) کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہیں) آؤ۔ آؤ کھیلیں نا کہاں چلے؟

ظریف :۔ (ہاتھ چھڑا کر مہاراج کے پاس) ناچ آیا۔ نہیں۔ نہیں تفریح کر آیا۔

مہاراج :۔ بہت خوب۔

چوتلتیکا :۔ مدنیکا ہم لوگ دیر تک کھیلتی کودتی رہیں اب چلو مہارانی کا پیغام مہاراج کو دیں۔

مدنیکا :۔ ہاں سکھی، ایسا ہی کریں۔

دونوں :۔ (مہاراج کے قریب آ کر) جے ہو مہاراج کی جے ہو۔ مہارانی کا حکم ہے، (پھر اپنی غلطی سے جھینپ کر) نہیں۔ نہیں پرارتھنا ہے۔

مہاراج :۔ (خوشی سے ہنس کر) حکم ہی بھلا معلوم ہوتا ہے خاص طور سے بسنت[3] میلے کے موقع پر۔ کہو کیا فرمان ہے؟

ظریف :۔ اری داسی زادیو،[4] دیوی کیا فرماتی ہیں؟

دونوں :۔ مہارانی کا کہنا ہے کہ وہ آج مکرنند[5] ادیان (کام دیو کا باغیچہ) میں جا کر سرخ اشوک کے نیچے رکھی ہوئی کام دیو کی مورتی کی پوجا کریں گی وہاں آریہ پتر بھی تشریف لائیں۔

---

[1] نوکرانیاں [2] ایک قسم کا گیت تالیوں پر گاتے ہیں [3] جشن بہاراں [4] مہارانی [5] نام ہے۔

مہاراج :۔ (خوش ہو کر) دوست یہی کہو کہ ایک جشن نے دوسرے جشن کو جنم دیا۔
ظریف :۔ چلیے وہیں چلا جائے۔ مجھ برہمن کو انعام واکرام ہی مل جائے گا۔
مہاراج :۔ مدنیکا جا۔ مہرانی کو اطلاع کر کہ ہم مکرنند ادیان میں آرہے ہیں۔
دونوں :۔ جو حکم مہاراج (دونوں نکل جاتی ہیں)
مہاراج :۔ آؤ۔ اتر چلیں۔ ادیان کا راستہ تو بتا۔
ظریف :۔ آئیے (دونوں چلتے ہیں) یہی تو مکرنند ادیان ہے (دونوں داخل ہوتے ہیں)
ظریف :۔ (حیرت زدہ ہو کر) دیکھیے یہ مکرنند ادیان آپ کا خیر مقدم کر رہا ہے۔
صندلی ہوا کے جھونکوں نے آم کے بوروں سے اڑتے ہوئے زر گل کا شامیانہ لگا رکھا
ہے۔ مست بھنوروں کی گونج میں ڈھلی ہوئی کوئل کی کوک اس سے اٹھتا ہوا سنگیت
کانوں میں رس گھول رہا ہے۔ آپ دیکھیں نا۔
مہاراج :۔ (ہر جانب نگاہ دوڑا کر) واہ۔ یہ مکرنند ادیان کتنا خوب صورت ہے
بسنت رت میں پیڑوں میں رس آجانے سے پیڑ بھی متوالے ہو رہے ہیں۔ مونگے کی
دمک لیے نئے نئے پات اور کونپلوں نے ان پیڑوں کی لالی کو اور بڑھا دیا ہے۔ بھنوروں
کا گنجن ان کی زبانیں ہیں۔ دکنی گلابی ہوا میں ان کی شاخیں ہل رہی ہیں۔ ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ نشہ میں جھوم رہے ہیں اور ـــ ان پیڑوں کی جڑوں میں نازنینوں
نے جو شراب کی کلیاں کی ہیں وہ بھی مولسری کے پیڑوں سے جھڑے ہوئے پھولوں
کی خوشبوؤں سے بس رہی ہیں۔ عورتوں کے رخساروں پہ شراب سے جو ہلکی
سرخی دوڑ رہی ہے اس سے آج بہت دنوں بعد ان چمپا کے پھولوں کو اپنے حسن
کی نمائش کا موقع ملا ہے۔ اشوک کے پیڑوں پہ ان کے قدم پڑنے سے پائلوں کے
گھنگھرو بجنے لگتے ہیں تو بھنوروں کے جھنڈ کے جھنڈ اسے دہرانے لگتے ہیں۔
ظریف :۔ اجی مہاراج۔ یہ گھنگھروؤں کی نقل نہیں کر رہے ہیں۔ یہ تو مہارانی کی
داسیوں اور سکھیوں کے پائلوں کی رُن جھُن ہے
مہاراج :۔ دوست تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔

(مہارانی باسودتا۔ کانچن مالا پوجا کا سامان لیے۔ ساگریکا اور راج محل کی عورتوں کا داخل ہونا)

باسودتا:۔ کنچن مالے۔ مکرنند ادیان کا راستہ تو بتا۔

کانچن مالا:۔ چلیے مہارانی جی۔

باسودتا:۔ وہ رکت[ا] اشوک کا پیڑ جس کی چھاؤں میں مجھ کو پوجا کرنی ہے، کتنی دوری پر ہے۔

کانچن مالا:۔ قریب ہی تو ہے۔ مہارانی جی آپ دیکھ نہیں رہی ہیں؟ یہ رہی آپ کی سدابہار مادھوی لتا اور یہ دوسری وہی بیل نومالیکا ہے جس کو قبل از وقت کھلانے کی فکر مہاراج کو ہمیشہ بنی رہتی ہے اور اس کے آگے وہ اشوک کا پیڑ ہے جس کے نیچے آپ پوجا کریں گی۔

باسودتا:۔ چل جلد وہیں چلیں

کانچن مالا:۔ چلیے (دونوں چلتی ہیں)

کانچن مالا:۔ مہارانی جی۔ یہی وہ اشوک ہے جہاں مہارانی جی پوجا کریں گی۔

باسودتا:۔ پوجا کا سامان دو

ساگریکا:۔ (نزدیک جاکر) یہ لیجیے سب تیار ہے۔

باسودتا:۔ (من میں) ارے یہ داس داسیاں کتنے لاپرواہ ہیں جن گستاخ نظروں سے اس کو (ساگریکا) بچارہی تھی وہی اس پر پڑ جائیں گی۔ اچھا میں ہی کہتی ہوں (کہتی ہیں)، اری ساگریکا سبھی داس داسیاں تو یہاں لگی ہیں تو بھی سارِیکا[ؔ] کو چھوڑ کر یہاں چلی آئی۔ جا جلد چلی جا۔ یہ پوجا کا سامان کنچن کو تھما دے۔

ساگریکا:۔ جو حکم۔

کچھ دور چل کر (من ہی من) سارِیکا کو تو سوسنگیتا کے سپرد کر آئی ہوں۔ مجھے

[ا] سرخ اشوک کا پیڑ۔ [ؔ] راج محل کی مینا کا نام۔

یہ دیکھنے کی تمنا ہے کہ کیا یہاں بھی اسی طرح کام دیو کی پوجا ہوتی ہے جیسے ہمارے پتا کے محل میں چھپ کر دیکھوں گی۔ جب تک پوجا کا وقت آئے میں کچھ پھول چن لوں (پھول چننے کی اداکاری)

باسودتا:۔ کانچن۔ اشوک کے نیچے بھگوان کام دیو کو رکھو۔

کانچن مالا:۔ جو آدیش (مورتی کو رکھتی ہے)

بسنتک:۔ دوست گھنگھروؤں کی آواز تھم گئی ہے معلوم ہوتا ہے دیوی اشوک کے نیچے آگئیں

مہاراج:۔ تمہارا اندازہ صحیح ہے دیکھو وہی تو دیوی ہیں۔ برت[1] سے ستا ہوا جسم پھول سی نازک کمر کی پتلی۔ کام دیو کے قریب کھڑی ہونے سے اس کی لچکتی ہوئی کمان سی معلوم ہوتی ہیں۔ آؤ ان کے پاس چلیں۔ (قریب جاکر)

مہاراج:۔ پیاری باسو

باسودتا:۔ آریہ پتر ہیں ؟ جے ہو آریہ پتر کی۔ بیٹھیے یہ آسن[2] ہے (مہاراج بیٹھتے ہیں)

کانچن مالا:۔ مہارانی جی رکت اشوک کا چندن اور زعفران کے لیپ سے شرنگار کر کے کام دیو کی پوجا کیجیے۔

باسودتا:۔ لاؤ پوجا کا سامان۔

مہاراج:۔ پیاری آج خاص طور سے غسل کے بعد تمہارے بدن پہ ایک دمک سی آگئی ہے۔ اس کسم رنگ ساری میں ملبوس ہو کر کام دیو کی پوجا میں مصروف تم ایسی لگ رہی ہو جیسے نوخیز پتیوں کے پیڑ سے لپٹی ہوئی کوئی لتا ہو اور پوجا میں جب جب تمہارے ہاتھ اشوک کو چھو جاتے ہیں تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اس میں ایک شگوفہ نکل آیا ہے۔ آج یہ کام دیو اپنی بے جسمی[3] پہ بے حد افسوس کر رہا ہوگا کہ تمہارے ہاتھوں کے لمس سے محروم ہو رہا ہے۔

کانچن مالا:۔ مہارانی۔ کام دیو کی پوجا ہو چکی۔ اب آپ حسب دستور مہاراج کی پوجا کریں

---

[1] روزہ [2] نشست [3] کام دیو کو شنکر نے بھسم کر ڈالا تھا۔ اب اس کا تصور ہی رہ گیا ہے جسم نہیں۔

باسودتا :۔ لاؤ مجھے پھول اور چندن دو۔
کانچن مالا :۔ سب نیار ہے۔
(باسودتا مہاراج کی پوجا کرتی ہے)
ساگریکا :۔ ارے میں نے تو پھولوں کی لالچ میں بڑی دیر کردی۔ ذرا سندھوار[1] کی اوٹ سے دیکھوں تو (دیکھتی ہے) یہاں تو بھگوان کام دیو مجسم پجائے جا رہے ہیں۔ پتا جی کے محل میں اس کی شبیہ کی پوجا آرادھنا ہوتی تھی۔ میں ان پھولوں سے کام دیو کی پوجا کروں گی (پھولوں کو کام دیو کی طرف دیکھ کر چڑھا دیتی ہے) بھگوان نمن کرتی ہوں۔ آج آپ کا درشن میرے لیے بے معنی و مطلب نہ ہو۔ جس کو دیکھنا چاہتی تھی دیکھ لیا اب جاؤں کوئی دیکھ نہ لے۔ (چلتی ہے)
کانچن مالا :۔ بسنتک جی آئیے آپ بھی اپنا حصہ لیجیے۔ (ظریف بسنتک قریب جاتا ہے)
باسودتا :۔ (ہاتھ میں پھول مالا اور چندن لے کر) آؤ۔ پرشاد لو۔
بسنتک :۔ (خوش ہو کر) کلیان ہو۔

(پردہ کے پیچھے بھاٹ اعلان کرتا ہے)
نیر اعظم اپنی تمام کرنوں کو مغرب کی چوٹیوں پر بکھرا کر اس پار چلا گیا ہے۔ شام ہو گئی ہے ماہ منور کی صورت مہاراج ادین جن کے سامنے کنولوں کا حسن ماند پڑ جاتا ہے اور جن کو دیکھ کر آنکھیں مسرور ہو جاتی ہیں کی قدم بوسی کے لیے تمام راجگان سبھا بھون میں تشریف لا کر اُن کا انتظار کر رہے ہیں۔
ساگریکا :۔ (یہ سن کر خوش ہوتی ہے اور للچائی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتی ہے) کیا یہ وہی مہاراج ادین ہیں، جن کو میرے پتا جی نے مجھے سونپ دیا تھا (ایک آہ سرد کھینچ کر) میں داسی ہوں۔ دوسروں کا حکم بجالانا میری زندگی کے لیے ذلت ہے مگر آج مہاراج کے درشن سے مجھے اپنی زندگی سے لگاؤ ہو چلا ہے۔

---

[1] ایک پیڑ کا نام۔

مہاراج :۔ (جشن میں ہم لوگوں کو یہ بھی ہوش نہ رہا کہ اب شام ہو گئی۔ دن بھی ختم ہو گیا۔ دیوی دیکھو تو مشرقی کنارے کا درمیانی حصہ پیلا ہو چلا ہے اور افق کے غار میں بیٹھے ہوئے چاند کا پتہ دے رہا ہے جیسے کسی فرقت زدہ بگولن کا زرد چہرہ اس کے دل میں اس کے یتیم کی موجودگی کی خبر رسانی کر رہا ہو۔ اٹھو اندر محلوں کو چلیں

(سب لوگ اٹھ کر چل دیتے ہیں)

ساگریکا :۔ دیوی چل دیں۔ میں بھی چلوں (مہاراج کو آرزو مند نگاہوں سے دیکھتی ہوئی) آہ میں بدنصیب ان کو آنکھ بھر کر دیکھ بھی نہ سکی۔ (جاتی ہے)

مہاراج :۔ (چلتے چلتے) ماہ تمام کو سنولا دینے والے تمھارے چہرہ نے ان بانی کے کنولوں کو بے حسن کر دیا ہے اور تمھاری سکھی سہیلیوں کے گیتوں کو سن کر یہ بھنور بال شرمندہ ہو کر کلیوں میں منھ چھپا رہی ہیں۔ (سب جاتے ہیں)

منظر دوسرا

(سوسنگیتا ہاتھ میں ساریکا کا پنجرہ لیے داخل ہوتی ہے)

سوسنگیتا :۔ ساریکا کا پنجرہ میرے ہاتھوں میں تھما کر ارے ساگریکا تو کہاں چلی گئی۔ اُسے کہاں دیکھوں؟ یہ کیا؟ (آگے دیکھ کر) نیپڑیکا آ رہی ہے اسی سے پوچھتی ہوں۔

(نیپڑیکا داخل ہوتی ہے)

نیپڑیکا :۔ (گھبرائی سی) یہ تو عجوبہ ہے مان گئی۔ دیوتاؤں کا اثر غیر معمولی ہوتا ہے۔ میں نے مہاراج کا پتہ لے لیا ہے اب جا کر مہارانی کو خبر کر دوں

سوسنگیتا :۔ (قریب جا کر) اے ری سکھی نیپڑیکا تو گھبرائی ہوئی سی کہاں جا رہی ہے؟ میں یہاں راستے میں کھڑی ہوں اور تو مجھے نظر انداز کیے جا رہی ہے۔

نیپڑیکا :۔ یہ کیا سوسنگیتا ہے؟ سوسنگیتا تو نے ٹھیک ہی سمجھا میری حیرت کا کارن ہے آج مہاراج پربت باسی مہاتما کھنڈ داس سے بے موسم پھول کھلانے کا عمل سیکھ کر اپنے پورے نومالیکا کو غنچہ و گل سے مالا مال کر دیں گے۔ یہی جاننے کے لیے مہارانی نے

مجھے بھیجا تھا تو کدھر چلی؟

سوسنگیتا:۔ اپنی پیاری سکھی ساگریکا کو ڈھونڈھنے۔

نیپڑیکا:۔ میں نے تمہاری سکھی کو ہاتھ میں تختی اور قلم لیے کچھ بے چین سی کدلی گھر میں جاتے دیکھا ہے۔ تو وہیں جائیں بھی دیوی کے پاس جا رہی ہوں۔

(دونوں رخصت ہوتی ہیں)

(جنسی جذبہ سے مغلوب ساگریکا تصویر کشی کا سامان لیے داخل ہوتی ہے)

ساگریکا:۔ (لمبی سانس کھینچ کر) اے میرے من دکھی نہ ہو۔ خوش ہو جا۔ جس کو پانا آسان نہیں اس کے لیے تڑپنے سے کیا حاصل؟ جس کو دیکھنے سے درد بڑھ جاتا ہے اسی کو بار بار دیکھنا محض حماقت ہے۔ اے بے رحم! جنم کے ساتھی میرے اس پیکر خاکی کو چھوڑ کر چند لمحوں کی جان پہچان والے کے پیچھے بھاگتے تجھے شرم نہیں آتی آہ اس میں تیرا کیا قصور، تو تو کام دیو کے تیروں سے ڈر کر ایسا کر رہا ہے۔ خیر کام دیو سے ہی شکوہ کروں گی (ہاتھ جوڑ کر) بھگوان کام دیو تم تمام دیوتاؤں دانوں[1] کو اپنے بس میں کر چکے ہو اب اس غریب پر وار کرتے تمھیں لاج نہیں آتی۔ (کچھ رک کر) تم تو بے جسم ہی ہو۔ (آہ سرد کھینچ کر) یہ سب مجھ ابھاگن ہی کی موت کا پیش خیمہ ہے۔ (تصویر کی تختی پر نظر ڈال کر) جب تک یہاں کوئی نہیں آتا۔ میں اپنے محبوب کی تصویر بنا کر اپنی آرزو پوری کر لوں (بڑی لگن سے تصویر کی تختی ہاتھوں میں لے کر) اگرچہ خوف سے میری انگلیاں کانپ رہی ہیں مگر ان کو دیکھنے کا کوئی اور طریقہ بھی تو نہیں۔ جیسے تیسے تصویر بنا کر دیکھوں گی (تصویر کشی کی اداکاری کرتی ہے)

سوسنگیتا:۔ یہی تو ہے وہ کدلی گھر دیکھتی ہوں (داخل ہوتی ہے اور تعجب سے) یہ رہی میری پیاری سکھی ساگریکا۔ تصویر کشی میں اتنی محو ہے کہ مجھے دیکھتی بھی نہیں۔ اب اس کی آنکھ بچا کر دیکھتی ہوں کہ کیا بنا رہی ہے (اس کے پیچھے کھڑی ہو کر) مہاراج

---

[1] دیوتا کی ضد۔ راکچھس۔

کی تصویر بنائی جارہی ہے؟ واہ۔ واکنولوں کے علاوہ راج ہنسنی[1] اور دل ہی کس سے لگا سکتی ہے؟

ساگریکا:۔ تصویر تو میں نے بنالی مگر اسے دیکھوں کیسے؟ آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ (سر اٹھا کر آنسوؤں کو روکتے ہوئے سوسنگیتا کو دیکھ لیتی ہے۔ آنچل سے تصویر کو ڈھکتی ہوئی شرمائی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ) یہ سوسنگیتا ہے! آ سکھی ادھر بیٹھ۔

سوسنگیتا:۔ (بیٹھ کر تصویر کو چھینتے ہوئے) سکھی کس کی شبیہہ اتاری ہے؟

ساگریکا:۔ (شرما کر) بھگوان کام دیو کی۔ جشن کام دیو منایا جارہا ہے نا

سوسنگیتا:۔ (مسکرا کر) خوش رہو۔ کیا کلا ہے! مگر یہ تصویر سونی سی لگ رہی ہے لارتی[2] کو بھی بغل میں بٹھا دوں (کوچی لے کر رتی کی جگہ ساگریکا کی تصویر بنا دیتی ہے)

ساگریکا:۔ (ناخوش ہو کر) تو نے میری تصویر کیوں بنا دی؟

سوسنگیتا:۔ (ہنس کر) بلاوجہ ناراض ہوتی ہے۔ تو نے کام دیو کی عکاسی کی تو میں نے اس کے بغل میں رتی کو بٹھا دیا۔ تو کچھ اور سمجھ کر مجھ پر بگڑ رہی ہے۔ اس سے فائدہ؟ سچی بات بتا۔

ساگریکا:۔ (من ہی من جھینپ کر) اس نے سارا بھید جان لیا (سوسنگیتا کا ہاتھ پکڑ کر) مجھے شرم آ رہی ہے۔ ایسا کچھ کر کہ یہ راز کوئی دوسرا نہ جان پائے۔

سوسنگیتا:۔ اس میں شرم کی کیا بات؟ تجھ ایسی لڑکی کو ایسے ہی بر کی آرزو کرنی چاہیے میں کوشش کروں گی کہ یہ راز فاش نہ ہونے پائے مگر وہ تیز فہم ساریکا ہی بھنڈا پھوڑ کر سکتی ہے وہ کبھی بھی کسی کے آگے ہماری بات چیت کو دہرا سکتی ہے۔

ساگریکا:۔ تو کیا کیا جائے؟ اس سے تو میرا کرب اور بڑھتا ہے (دردِ عشق کی اداکاری کرتی ہے)

---

[1] ہنس کی مادہ [2] کام دیو کی استری کا نام۔

سوسنگیتا:۔ (ساگریکا کے سینے پر ہاتھ رکھ کر) سکھی۔ دھیرج رکھ۔ گھبرامت۔ میں اس باؤلی سے کنول کے پتے اور کنول نال لے کر فوراً آ رہی ہوں (لٹانے کے لیے کنول کے پتوں کا بستر بناتی ہے اور ہاتھوں میں پہنانے کے لیے نال کے کڑے بناتی ہے اور بچے ہوئے پتوں کو ساگریکا کے سینہ پر رکھتی ہے)

ساگریکا:۔ ہٹا لو ان پتوں اور ڈنٹھلوں کو۔ سب بے سود۔ میں ایک ایسے انسان کو دل دے بیٹھی ہوں جس کو پانا کٹھن ہے۔ کہتے ہوئے بھی مجھے لاج آتی ہے۔ آزاد بھی تو نہیں ہوں۔ پیاری سکھی۔ ان حالات میں پیار کرنا ایک خطرناک سودا ہے۔ اب موت ہی میں پناہ ہے (کہتے کہتے بے ہوش ہو جاتی ہے)

سوسنگیتا:۔ (ہمدردی سے) صبر کر ساگریکے۔

(پردہ کے اندر سے آواز)

زنجیر تڑا کر بندر راج محل میں داخل ہو رہا ہے۔ بچی ہوئی سونے کی زنجیر کو گھسیٹتا پیروں میں پڑے ہوئے گھنگھروؤں کو بجاتا دروازوں کو کودتا پھاندتا جا رہا ہے۔ عورتیں خوف زدہ ہیں۔ زنانے بھاگ کھڑے ہوئے کہ ان کا مردوں میں شمار نہیں بوڑھے برہمن (کنچکی) کے لبادہ میں بونے گھسے جا رہے ہیں۔ محل کے پہرے کرات[1] اپنے نام کا بہانہ لے کر کھسک رہے ہیں۔ کبڑے جھک کر چل رہے ہیں ان کو ڈر ہے کہ بندر کی نظر کہیں اُن پر نہ پڑ جائے۔

سوسنگیتا:۔ (یہ سن کر گھبرائی ہوئی ساگریکا کا ہاتھ پکڑ کر) اٹھ۔ اٹھ وہ شیطان بندر ادھر ہی آ رہا ہے۔ اتمال کے پیڑ کے نیچے چھپ کر اس کو نکل جانے دیں (دونو خوف زدہ ہو کر دیکھتی ہیں)

ساگریکا:۔ سوسنگیتے۔ کیا تو تصویر کی تختی وہیں بھول آئی؟ کوئی اسے دیکھ نہ لے۔

سوسنگیتا:۔ پگلی کہیں کی تختی لے کر کیا کرے گی؟ وہ دیکھ دہی چاول کا لالچی بندر

---

[1] ایک جنگلی قوم کے لوگ جو پیڑوں پر گھر بناتے ہیں۔

ساریکا کا پنجرہ کھول کر جا رہا ہے۔ مینا بھی اڑی جا رہی ہے۔ چل اس کا پیچھا کریں نہیں تو یہ ہم دونوں کی باتوں کو کسی کے سامنے دہرا دے گی۔

ساگریکا:۔ ہاں۔ ہاں۔ ایسا ہی کریں۔ (دونوں چلتی ہیں)

(پردہ ہیں)

اہا۔ ہا۔ ہا بھئی کمال ہے۔ کمال!

ساگریکا:۔ (سہم کر) معلوم ہوتا ہے وہ شریر بندر ادھر ہی آ رہا ہے

سوسنگیتا:۔ (مسخرہ بسنتک کو دیکھ کر) اری ڈرپوک ڈر مت۔ یہ تو مہاراج کے مصاحب آریہ بسنتک ہیں۔

ساگریکا:۔ سوسنگیتے۔ یہ تو دیکھنے کے قابل ہیں (بڑی للچائی نگاہوں سے)

سوسنگیتا:۔ بھولی۔ انھیں دیکھ کر کیا ہوگا۔ ساریکا دور اڑی چلی جا رہی ہے۔ چل اس کا پیچھا کریں۔

(دونوں کا رخصت ہونا)

ظریف بسنتک داخل ہوتا ہے۔

ظریف:۔ (مگن مگن) واہ۔ وا۔ مہاتما کھنڈ داس جی۔ تمھارے دوہد[1] سے تو نومالیکا کی بیل اس طرح شگفتہ پھولوں سے لد گئی جیسے وہ مہارانی کی غنچہ و گل سے بھرپور مادھوی لتا کا مذاق اڑا رہی ہو۔ جاؤں دوست کو مبارک باد دے آؤں (چل کر دیکھتے ہوئے) میرے دوست کو کھنڈ داس کے نسخہ پر اتنا بھروسہ ہے کہ ابھی نومالیکا کو دیکھا بھی نہیں مگر اس کے کھلنے کا تصور لیے خوش خوش ادھر ہی آ رہے ہیں۔

(شان سے مہاراج داخل ہوتے ہیں)

مہاراج:۔ (بہت خوش) کلیوں سے بھرپور باغ کی یہ سفید بیل پھولنے لگی ہے۔

---

[1] پیڑوں میں قبل از موسم پھول پھل لانے کا نسخہ اور عمل

مدن پیڑ سے لپٹی ہوئی یہ ہوا کے مسلسل جھونکوں سے اپنے دکھ درد کا اظہار کر رہی ہے۔ اس طرح اس کو دیکھ رہا ہوں جیسے غم ہجر سے زرد انگڑائیاں جمائیاں لیتی آہیں بھرتی وصل کی آرزوؤں سے بے قرار کسی نازنین پر میں ڈورے ڈال رہا ہوں باسودتا جب اس کو محسوس کرے گی تو اس کا چہرہ حسد اور غصہ سے لہو رنگ ہو جائے گا۔ خبر لینے بسنتک گیا تھا وہ اب تک پلٹ کر نہیں آیا۔

ظریف :۔ (قریب جا کر) جے ہو۔ مبارک ہو۔ دوہد سے مالیکا میں پھول نکل آئے۔۔۔ پھول۔۔۔

مہاراج :۔ اس میں کیا شک۔ مڑلوں[1]۔ منتروں اور دواؤں کا اثر کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ دیکھو میدانِ جنگ میں بھگوان وشنو[2] کے گلے میں پڑی ہوئی جڑی کو دیکھ دشمن بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ منتروں کے بل بوتے پر سانپ پاتال میں رہ رہے ہیں اور جڑی بوٹیوں کو سونگھانے سے لچھمن[3] اور بندروں کو دوبارہ زندگی مل گئی۔ اب راستہ بنا تو ہم لوگ بھی نومالیکا کو دیکھ کر آنکھوں کی پیاس بجھائیں۔

ظریف :۔ (فخریہ) آئیے

مہاراج :۔ آگے چل۔ (دونوں چلتے ہیں)

بسنتک :۔ (خوف زدہ ہو کر پلٹتا ہے اور مہاراج کا ہاتھ پکڑ کر گھبرایا ہوا) دوست آئیے بھاگ چلیں۔

مہاراج :۔ کیوں؟

ظریف :۔ اس بکل[4] کے پیڑ پہ بھوت رہتا ہے۔

مہاراج :۔ اُلو کہیں کے۔ یہاں بھوت پریت کہاں؟ بے خوف ہو کر چلو

ظریف :۔ وہ تو صاف بول رہا ہے۔ میری بات کا یقین نہ ہو تو آئیے بڑھ کر خود سن لیں۔

---

[1] پتھر۔ موتی [2] رزاق۔ پرماتما کا دوسرا سروپ [3] رام کے بھائی۔ جنگ میں بیہوش ہو گئے تھے [4] ایک پیڑ کا نام۔

مہاراج :۔ یہ دھیمی صاف سریلی آواز کسی مادہ پرندکی ہے۔ یقیناً ساریکا کی ہے۔

ظریف :۔ (اوپر دیکھ کر) یہ تو مینا ہی ہے (غصہ سے ڈنڈا اٹھاتا ہے) کل موہنی کہیں کی کیا تو نے سمجھ لیا تھا کہ بسنتک ڈرتا ہے؟ ذرا ٹھہر تو دشٹ آدمی کی طرح ٹیڑھے اس کاٹھ کے ڈنڈے سے تجھے مار کر پکے کیتھے کی طرح پیڑ سے گرائے دیتا ہوں۔ (مارنے کو تیار ہوتا ہے)

مہاراج :۔ (روکتے ہوئے) یہ کچھ اچھی بات کہہ رہی ہے۔ احمق اسے دھمکاتا کیوں ہے؟ ٹھہر سنیں تو۔

(دونوں کان لگاتے ہیں)

ظریف :۔ دوست سنا آپ نے۔ کہہ رہی ہے "سکھی کس کی شبیہہ اتاری ہے؟ بھگوان کام دیو کی جشنِ کام دیو منایا جا رہا ہے! نہ پھر آگے کہتی ہے (تو نے میری تصویر کیوں بنا دی؟ سکھی بلا وجہ ناراض ہوتی ہے۔ تو نے کام دیو کی عکاسی کی تو میں نے اس کی بغل میں رتی کو بٹھا دیا تو کچھ اور سمجھ کر مجھ پر بگڑ رہی ہے۔ اس سے فائدہ؟ سچی بات بتا" دوست یہ کیا تماشا ہے؟

مہاراج :۔ میرا خیال ہے کسی نے بڑی محبت سے اپنے محبوب کی تصویر بنائی ہے اور اس کو کام دیو کی تصویر کہہ کر اپنی سکھی سے چھپانا چاہا۔ سکھی تاڑ گئی۔ اس نے بھی رتی کا نام دے کر اپنی اسی سکھی کی تصویر بڑی صفائی سے بنا کر اُس کے بغل میں بٹھا دی۔

ظریف :۔ (چٹکی بجا کر) یہ ہو سکتا ہے ایسا ہی ہے

مہاراج :۔ چپ۔ وہ پھر بول رہی ہے۔

ظریف :۔ اجی جناب یہ کہتی ہے "اس میں شرمانے کی کیا بات؟ تجھ ایسی ہیرا لڑکی کو ایسے ہی بر کی آرزو کرنی چاہیے"۔ جس لڑکی کی اس میں تصویر کشی کی گئی ہے وہ قابل دید ہے۔

مہاراج :۔ اگر ایسا ہے تو دھیان سے سنیں۔ مجھے تو بڑا اچنبھا لگ رہا ہے اس کے

دیدار کی تمنا ہو رہی ہے۔

ظریف :۔ دوست کچھ سنا آپ نے؟ کہہ رہی ہے "ہٹالو ان پتوں اور ڈنٹھلوں کو۔ سب بے سود"۔

مہاراج :۔ یار۔ سنا ہی نہیں مطلب بھی سمجھ گیا۔

ظریف :۔ اماں۔ علمیت کا دعوٰی نہ کیجیے۔ میں بھی آپ کی سارِیکا کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کو دہرا سکتا ہوں۔ یہ روسیاہ ابھی تک کڑکڑائے جارہی ہے۔

مہاراج :۔ ٹھیک کہتے ہو (دونوں سنتے ہیں۔)

ظریف :۔ یہ سارِیکا اب بھی ایک چتر ویدی برہمن کی طرح وید منتر بول رہی ہے۔

مہاراج :۔ بتا تو اس نے کیا کہا؟ میرا دھیان ذرا ہٹ گیا تھا۔

ظریف :۔ وہ کہہ رہی تھی "ایک ایسے انسان کو دل دے بیٹھی ہوں جس کو پانا کٹھن ہے۔ نام لیتے ہوئے مجھے لاج آتی ہے۔ آزاد بھی نہیں ہوں۔ پیاری سکھی ان حالات میں پیار کرنا ایک خطرناک سودا ہے۔ اب موت ہی میں پناہ ہے"۔

مہاراج :۔ (ہنس کر) تم ایسے مہاپنڈت کے علاوہ ان وید منتروں کو اور سمجھے گا کون؟

ظریف :۔ آخر یہ کیا معمہ ہے؟

مہاراج :۔ اجی حضرت۔ یہ ایک کہانی ہے۔

ظریف :۔ کیسی کہانی؟

مہاراج :۔ کوئی جواں سال حسینہ اپنے محبوب کی ملاقات سے مایوس ہو کر یوں کہہ رہی تھی۔

ظریف :۔ (قہقہہ لگا کر) اس طرح گھماتے کیوں ہیں۔ سیدھے کیوں نہیں کہتے میری ملاقات سے" ورنہ اور کون ایسا ہے جس کو کام دیو کا نام دے کر منقش کیا جائے۔

(تالیاں بجا کر زور سے ہنستا ہے)

مہاراج :۔ ہٹ تیرے کی۔ قہقہہ لگا کر اسے ڈرا دیا اور وہ اڑ گئی۔

ظریف :۔ وہ تو کدلی گھر کی طرف گئی ہے۔ چلیے پیچھا کریں۔

مہاراج :۔ دردِ عشق جھیلنے والی اپنا جوگھی حال دل اپنی سہیلی سے بیان کرتی ہے اُسے طوطا مینا کی زبان یا پھر بچوں کی پیاری بولی میں سننے کا اتفاق نصیب والوں کو ہی ہوتا ہے۔

ظریف :۔ آئیے چلیں یہی تو کدلی گھر ہے۔ (دونوں داخل ہوتے ہیں) آئیں! سارا تکان تو اُڑ گئی۔ آئیے یہاں تھوڑا آرام کر لیں۔ ہوا میں جھومتے کنول کے پتوں نے چٹان کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔

مہاراج :۔ جیسی مرضی (پھر لمبی سانس کھینچ کر) "دردِ عشق جھیلنے والی..." (دہراتا ہے)

ظریف :۔ (ادھر ادھر دیکھ کر) دیکھیے یہ سارکیا کا کھلا ہوا پنجرہ اور یہ رہی تصویر کی تختی اٹھا لیں (خوش ہو کر) مبارک ہو۔

مہاراج :۔ (بڑے اشتیاق سے) یہ کیا ہے؟

ظریف :۔ یہ وہی ہے جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔ آپ کی ہی صورت کی مصوری کی گئی ہے ورنہ کام دیو کا نام دے کر کس کی تصویر بنائی جائے گی؟

مہاراج :۔ (خوشی سے ہاتھ پھیلا کر) لا دکھا تو۔

ظریف :۔ آپ کو نہیں دکھلاؤں گا۔ اس میں اُس لڑکی کی بھی تصویر ہے۔ پھر بغیر انعام و اکرام کہیں خوب صورت لڑکی دکھائی جاتی ہے۔

مہاراج :۔ (ہاتھ کا کڑا اتار کر دیتے ہوئے تصویر کو ظریف کے ہاتھوں سے کھینچ لیتے ہیں اور بڑی حیرت سے) اپنی عیش سامانیوں سے لکشمی[1] کو شرمندہ کرنے والی مجھے بہ شوق دیکھتی ہوئی اس تصویر میں یہ کون نادرۂ ناز آفریں ہے جو میرے دل میں اترتی جا رہی ہے جیسے کنولوں کے جھنڈ کو لرزہ بر اندام کرتی ہوئی کوئی راج ہنسی مانسرووَر میں بیٹھ رہی ہو۔ اس ماہ جبیں کی تخلیق کر کے خود برھما[2] جی اپنے کنول[3] آسن کے سمٹ جانے پر بڑے چکر میں پڑ گئے ہوں گے۔

۱؎ بھگوان وشنو کی پتنی ۲؎ برہما کی نشست پر کنول ہے ۳؎ جہاں کا بنانے والا۔ بہ اعتبار کام ایشور کا پہلا ظہور

(ساگریکا اور سوسنگیتا کا داخل ہونا)

سوسنگیتا:۔ سکھی ساریکا تو ملی نہیں۔ اس کدلی منڈپ سے آؤ تختی تو لیتے چلیں

ساگریکا:۔ ہاں ایسا ہی کروں گی دونوں چلتی ہیں)

ظریف:۔ اس تصویر میں حسینہ کا سر جھکا ہوا دکھایا گیا ہے۔ یہ کیوں؟

سوسنگیتا:۔ (سن کر) بسنتک بول رہے ہیں تو مہاراج بھی یہیں ہوں گے۔ آ۔ اس کیلے کی اوٹ سے دیکھیں۔

مہاراج:۔ یار۔ دیکھ تو۔ دیکھ۔ بے مثال! (یہ ماہ تمام سا چہرہ وغیرہ.... صفاتی جملے دہراتا ہے)

سوسنگیتا:۔ مبارک ہو۔ تیرے من موہن تجھ ہی کو دیکھ رہے ہیں۔

ساگریکا:۔ کیوں میرا مذاق اڑا کر بدنام کر رہی ہے؟ (شرما کر)

ظریف:۔ (مہاراج کے بدن کو جنبش دے کر) پوچھ رہا ہوں تصویر میں اس کا سر جھکا ہوا کیوں دکھایا گیا ہے؟

مہاراج:۔ یہ ساری باتیں تو ساریکا بتا ہی چکی ہے

سوسنگیتا:۔ ذہین ساریکا نے اپنی یادداشت کا ثبوت دے ہی دیا۔

ظریف:۔ دوست۔ آپ کی بھی آنکھوں کو مزا آرہا ہے؟

ساگریکا:۔ (من ہی من شرما کر) یہ کیا کہہ رہے ہیں! حقیقت تو یہ ہے کہ میں حیات وموت کی کشمکش میں پڑی ہوں۔

مہاراج:۔ مزا پوچھتے ہو؟ دیکھو نہ اس کے زانوؤں کی حدوں کو لانگ پھاند کر میری آنکھیں بیڑو پر جلکر کاٹتی اس کی سلوٹوں کی ترنگوں میں الجھ کر اب اس کے بیچ میں آکر ٹھہر گئی ہیں پھر آہستہ آہستہ اس کے پستان کی اونچائیوں پر چڑھ کر اس کی اشک بار آنکھوں کو بڑی لالچ سے دیکھ رہی ہیں۔

سوسنگیتا:۔ سکھی۔ سنا تو نے؟

ساگریکا:۔ سن تو چکی مصوری کی اتنی تعریف ہو رہی ہے۔

ظریف :۔ دوست آپ سے ملنے کی خواہش مند حسینائیں آپ کو اتنی عزت دیں اور خود آپ اپنے اتنے ناقدر دان ہیں کہ ان کے ہاتھوں بنائی ہوئی اپنی صورت کے حسن و جمال پر نگاہ تک نہیں ڈالتے۔

مہاراج :۔ اس نے میری تصویر بنا کر میری نگاہوں میں میری قدر بڑھادی۔ میں اسے کیوں نہ دیکھوں گا؟ دیکھو۔ تصویر بناتے وقت اس کے آنسوؤں کی بوندیں میرے جسم پر ٹپک پڑی ہیں جو ہتھیلیوں کے چھو جانے سے پسینہ معلوم ہوتی ہیں۔

ساگریکا :۔ (خود اپنے سے) اے دل۔ گھبرامت۔ تیرا تو یہ منشا بھی نہ تھا۔

سوسنگیتا :۔ مہاراج تیرا اس طرح ذکر کر رہے ہیں۔ اس میں تیری تعریف ہی تو ہے۔

ظریف :۔ یہ تازے کنول کے پتوں اور ڈنٹھلوں سے تیار کیا ہوا بستر اس کی جنسی کیفیت کا پتہ دے رہے ہیں۔

مہاراج :۔ تو نے ٹھیک سمجھا۔ بھری ہوئی چھاتیوں اور رانوں کے لگنے سے اس بستر کا نچلا اور اوپری حصہ مرجھا گیا ہے۔ مگر کمر کا لمس نہ ہونے سے درمیان کی جگہ اب بھی تر و تازہ ہے اور اس نازک بدن حسینہ کے کرب کا شاہد ہے۔ سکون قلب کی خاطر سینہ پر رکھے ہوئے کملنیوں[1] کے اس ڈھیر پر ایک حلقہ سا بن گیا ہے۔ یہ مرجھائی ہوئی جگہ اس کے سوزِ عشق کی شدت کو تو کم مگر اس کے گول گول پستان کی زیادہ نشان دہی کر رہی ہے۔

ظریف :۔ (اداکاری کرتا ہوا کنول کی مالا کو اٹھاتا ہے) اس کو بھی دیکھیے یہ بھی اسی چمپئی پستان کا جھلسا ہوا ہے۔

مہاراج :۔ (کلیجے سے لگا کر) اے بے جان کنول کے ہار۔ تو اس کی بھری بھری چھاتیوں کے بیچ رہ نہ سکا۔ وہاں سے گر کر کیوں پڑا سوکھ رہا ہے؟ تجھ ایسے نحیف تاگے کے لیے وہاں جگہ نہیں تو پھر کہاں ہو سکتی ہے؟

---

[1] کمل کا مونث

سوسنگیتا:۔ (خود سے) اضطراب میں اب ہمارے مہاراج کچھ بے محل باتیں بھی کر رہے ہیں۔ اب اور انتظار ٹھیک نہیں۔ اچھا یوں ہی سہی۔ سکھی جس کے لیے تو یہاں آئی تھی وہ تو سامنے ہی کھڑے ہیں۔

ساگریکا:۔ (ابرو چڑھا کر) کس کے لیے آئی تھی؟

سوسنگیتا:۔ تو ہمیشہ الٹا ہی سوچتی ہے۔ تصویر کی تختی لینے آئی تھی نا لے آ اسے۔

ساگریکا:۔ (غصہ سے) تیری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔ میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔ (جانا چاہتی ہے)

سوسنگیتا:۔ اری بگڑیل یہیں ٹھہر میں کدلی گھر سے لیے آتی ہوں۔

ساگریکا:۔ ہاں ایسا ہی کر۔

(سوسنگیتا کدلی گھر کی طرف جاتی ہے)

ظریف:۔ (سوسنگیتا کو دیکھتے ہی گھبرا کر) دوست تختی کو چھپاؤ۔ وہ مہارانی کی داسی آرہی ہے۔

(مہاراج تصویر کو چادر میں چھپاتے ہیں)

سوسنگیتا:۔ مہاراج کی جے ہو۔

مہاراج:۔ سوسنگیتے۔ خیر مقدم۔ آ یہاں بیٹھ (سوسنگیتا بیٹھتی ہے) تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں۔

سوسنگیتا:۔ (ہنس کر) میں یہی نہیں۔ تصویر کے بارے میں بھی سب کچھ جانتی ہوں۔ جا کر دیوی سے کہوں گی۔

ظریف:۔ (کان کے قریب جا کر) دوست اس سے سب کچھ ممکن ہے۔ یہ داسی بڑی منہ پھٹ ہے۔ اسے کوئی انعام دے کر چپ کیجیے۔

مہاراج:۔ تو ٹھیک کہتا ہے۔ (سوسنگیتا کا ہاتھ پکڑ کر) اری سوسنگیتا۔ یہ سب مذاق ہو رہا تھا۔ بلا وجہ دیوی کو اذیت نہ پہنچانا۔ یہ لو اپنا انعام (کان کا کنڈل اتار کر دیتا ہے)

سوسنگیتا:۔ (مسکراکر) پرنام کرتی ہوں۔ آپ پریشان نہ ہوں میں کبھی تو مخول ہی کر رہی تھی۔ آپ کنڈل کیوں دے رہے ہیں؟ میری سکھی ساگریکا مجھ پر بگڑ رہی ہے کہ میں نے کیوں اس کی تصویر اس تختی پر بنادی۔ اس کو آپ منالیں یہی میرا سب سے بڑا انعام ہے۔

مہاراج:۔ کہاں ہے وہ؟

سوسنگیتا:۔ مہاراج ادھر آئیں۔

ظریف:۔ یہ تصویر رکھ لوں اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

سوسنگیتا:۔ یہیں تو ہے وہ میری سکھی

ساگریکا:۔ (مسرت اور حیا سے سہرتی ہوئی) ہائے۔ انھیں دیکھ کر میں شرم کی ماری یہاں سے ہل بھی نہیں سکتی۔ اب کیا کروں؟

ظریف:۔ (ساگریکا کو دیکھ کر) ایسا روپ تو آدمیوں کے لوک میں دیکھا نہیں گیا۔ میں سمجھتا ہوں برھما بھی اس کی تخلیق کر کے اچنبھے میں پڑ گئے ہوں گے۔

مہاراج:۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ تینوں لوک میں اس بے مثل حسینہ کی تشکیل کر کے برھما بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے ہوں گے اور ان کے چاروں[1] منھ سے ایک ساتھ واہ۔ وا نکل گیا ہوگا اور حیرت سے ان کے سر ہلنے لگے ہوں گے۔

ساگریکا:۔ (غصہ سے) تصویر تو تو خوب لائی۔ (جاتی ہے)

مہاراج:۔ تم غصہ سے آنکھیں لال کر رہی ہو پھر بھی ان رس بھری آنکھوں میں روکھاپن کہاں سے آسکتا ہے؟ تیز مت چلو۔ آہستہ آہستہ جاؤ۔ نہیں تو تمھارے کولھوں کو چوٹ پہنچے گی۔

سوسنگیتا:۔ مہاراج یہ بڑی غصیل ہے اسے ہاتھ پکڑ کر راضی کیجیے۔

مہاراج:۔ (خوش ہوکر) جیسا کہو (ساگریکا کا ہاتھ پکڑ کر لمس کی لذتوں کا مظاہرہ

---

[1] برھما کے چار منھ ہیں۔

کرتا ہے۔)

ظریف :۔ اجی حضور۔ آپ نے تو لاجواب لکھشمی پائی۔

مہاراج :۔ دوست صحیح کہتے ہو۔ یہ لکھشمی ہی ہے۔ اس کا ہاتھ پاری جات[1] کے نوخیز پتوں جیسا ملائم ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو اس سے نکلنے والے پسینہ پر امرت کا دھوکا کیوں کر ہوتا؟

سوسنگیتا :۔ سکھی تو پتھر ہے۔ مہاراج تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھ کو اس طرح منائیں اور تو ہے کہ مانتی ہی نہیں۔

ساگریکا :۔ (بھنویں چڑھا کر) سوسنگیتا۔ تیری زبان ابھی تک چلی جا رہی ہے۔

مہاراج :۔ مان جاؤ۔ سہیلیوں پر اس طرح ناراض نہیں ہوتے۔

ظریف :۔ یہ تو دوسری باسودتا معلوم ہوتی ہے (مہاراج گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں)

ساگریکا :۔ ہائے اب کیا کروں؟

سوسنگیتا :۔ آ۔ انھیں تمال[2] کے بیچ سے نکل چلیں۔

مہاراج :۔ (چاروں طرف دیکھ کر) کہاں ہیں مہارانی واسودتا؟

ظریف :۔ مجھے کیا پتہ کہاں ہیں۔ میرا مطلب تھا کہ غصہ میں یہ دوسری باسودتا ہے۔

مہاراج :۔ بے وقوف کہیں کا۔ میرا مطلب تھا وہ سراپا محبت میری من موہنی رتناولی مجھے ملی بھی تو قبل اس کے میں اس کو گلے کا ہار بناؤں تو نے اسے کھو دیا۔

(باسودتا اور کانچن مالا کا داخل ہونا)

باسودتا :۔ اری کانچن مالا وہ مہاراج کی لتا مالیکا کدھر ہے

کانچن مالا :۔ اس کدلی گھر کے اس پار تو دکھائی دے رہی ہے۔

باسودتا :۔ اچھا راستہ دکھا۔

کانچن مالا :۔ آئیے مہارانی جی۔

---

[1] ایک پیڑ بیکنٹھ میں ہے اس کے پتوں سے امرت ٹپکتا ہے [2] ایک سایہ دار پیڑ۔

مہاراج :۔ اب وہ دِلرُبا کہاں ملے گی ؟ دوست

کانچن مالا :۔ کہیں قریب ہی مہاراج باتیں کر رہے ہیں۔ معلوم ہو رہا ہے وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ چلیں

باسودتا :۔ (قریب جاکر) جے ہو آریہ پتر کی۔

مہاراج :۔ اماں۔ وہ تصویر چھپالو۔

(ظریف دوپٹہ میں تصویر کی تختی کو چھپاتا ہے)

باسودتا :۔ آپ کی نومالیکا میں پھول آگئے ؟

مہاراج :۔ دیوی میں یہاں پہلے ہی آگیا تھا مگر ابھی جاکر دیکھا نہیں۔ آپ نے دیر کردی۔ ہم دونوں ساتھ ہی دیکھیں گے۔

باسودتا :۔ (مہاراج کا چہرہ دیکھ کر) آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ نومالیکا میں پھول آگئے اب کیا جاؤں ؟

ظریف :۔ ہا۔ ہا۔ ہا مارے گئے (ہاتھ اٹھاکر ناچنے لگتا ہے اور بغل میں دبی تصویر زمین پر گر جاتی ہے)

(مہاراج گھوم کر مسخرہ کو اشارے سے ہوشیار کرتے ہیں)

ظریف :۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ راز مجھ ہی تک رہے گا۔

کانچن مالا :۔ (تختی اٹھاکر) مہارانی جی دیکھیے اس میں کیا بنایا گیا ہے ؟

باسودتا :۔ کانچن مالے یہ ہیں آریہ پتر[1] اور وہ ہے ساگریکا یہ معاملہ کیا ہے ؟

کانچن مالا :۔ میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔

باسودتا :۔ مہاراج یہ کس کا شاہکار ہے ؟

مہاراج :۔ (بسنتک کی طرف منھ پھیر کر) یار کیا کہوں ؟

ظریف :۔ فکر نہ کریں میں جواب دے دوں گا۔ مہارانی جی آپ غلط نہ سمجھیں یہ نے

---

[1] مہاراج

مہاراج سے کہا تھا کہ اپنی صورت کی مصوری کٹھن ہے۔ بس مہاراج نے اپنی تصویر بنا دی۔

مہاراج:۔ صحیح ہے۔ بسنتک ٹھیک کہتا ہے۔

باسودتا:۔ اور مہاراج یہ دوسری جو آپ کے پہلو میں ہے؟ کیا یہ بسنتک کی کلا ہے؟

مہاراج:۔ (ہنس کر) دیوی کچھ اور نہ سمجھیں۔ یہ دوشیزہ میری اپنی کلپنا[۱] ہے۔ میں نے اسے کبھی دیکھا نہیں۔

ظریف:۔ مہارانی جی یہ حقیقت ہے۔ زنار کی سوگند ہم لوگوں نے ایسی لڑکی کبھی دیکھی ہی نہیں

کانچن مالا:۔ (مہارانی کی طرف منھ گھما کر) مہارانی جی۔ بنائیے کچھ بن کچھ جاتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔

باسودتا:۔ (گھوم کر) اری بھولی یہ بسنتک ہے اس کی آڑی ترچھی باتوں کو تو کیا سمجھے گی؟ آریہ پتر تصویر دیکھ کر میرا سر دکھنے لگا۔ میں جاؤں گی۔ (جاتی ہے)

مہاراج:۔ (آنچل تھام کر) ان حالات میں آپ سے کیا کہوں؟ دماغ کام نہیں کرتا ہے۔ اگر کہوں کہ آپ خوش ہو جائیں تو یہ اس وقت کہنا چاہیے تھا جب آپ ناراض ہوتیں۔ اگر یہ کہوں کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنی غلطی تسلیم کر رہا ہوں اور اگر میں یہ کہوں کہ اس میں میری غلطی نہیں ہے تو آپ کو یقین نہ ہوگا

باسودتا:۔ (آنچل چھڑاتے ہوئے آریہ پتر۔ آپ دل میں اور کچھ نہ لائیں سچ۔ میرے سر میں درد ہے۔ اس لیے جا رہی ہوں۔ (دونوں کا جانا)

ظریف:۔ (مڑ کر) مبارک ہو۔ خیریت ہوئی آندھی ٹل گئی۔

مہاراج:۔ احمق کہیں کے۔ اطمینان ہونا کیا معنی۔ مہارانی کی خفگی ان کی شائستگی

---

۱ تخیل۔

میں مضمر تھی تم نہیں سمجھ سکے۔ ان کے ابرو پر بل پڑ گئے تھے مگر ان کی نظریں جھکی رہیں۔ انھوں نے رازِ آشکار امسکراہٹ سے مجھے فوراً دیکھا تو مگر کوئی سخت بات نہیں کی اور نہ انھوں نے اپنی ڈبڈبائی آنکھوں کو میری طرف اٹھنے دیا۔ اس طرح پیاری مہارانی نے ناراضگی کا اظہار بھی کر دیا اور عجز و نیاز کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آ۔ ہم لوگ دیوی کو منانے چلیں۔

(سب کا رخصت ہونا)

منظر تیسرا

مدنیکا:۔ (آسمان کو دیکھ کر) کوشا ! کوشا ۔ کیا تو نے مہاراج کے پاس کانچن مالا کو دیکھا ہے؟ (کان لگا کر) کیا کہا؟ کچھ دیر ہوئی وہاں سے آ گئی۔ اب کہاں ملے گی (آگے دیکھ کر) ارے یہ تو کانچن ہی آرہی ہے۔ چلوں ملوں

(کانچن مالا داخل ہوتی ہے۔)

کانچن مالا:۔ (مزہ لے کر) واہ۔ مشیر بسنتک واہ بنانے لگاڑنے کے معاملے میں تم نے وزیر سلطنت یوگندھرائن کے بھی کان کاٹ لیے۔

مدنیکا:۔ (قریب آ کر ہنستی ہوئی) آریہ بسنتک نے کون سا تیر مارا کہ تو اتنی تعریف کر رہی ہے۔

کانچن مالا:۔ تو جان کر کیا کرے گی۔ تو یہ راز چھپا بھی نہ سکے گی۔

مدنیکا:۔ مہارانی کے چرنوں کی قسم اگر یہ راز میں افشا کروں

کانچن مالا:۔ اگر ایسا ہے تو سن۔ آج راج محل سے لوٹ رہی تھی کہ تصویر گھر کے دروازہ پر سوسنگیتا اور بسنتک کو باتیں کرتے سنا۔

مدنیکا:۔ (اشتیاق سے) کیسی باتیں؟

کانچن مالا:۔ یہی کہ ساگریکا ہی مہاراج کی بگڑتی صحت کا کارن ہے۔ اس کا کوئی علاج کھوجو۔

مدنیکا:۔ اس پر سوسنگیتا نے کیا جواب دیا؟

کانچن مالا:۔ سوسنگیتا بسنتک سے کہہ رہی تھی کہ تصویر کا قصہ سن کر مہارانی نے گھبرا کر ساگریکا کو اس کی نگرانی میں کر دیا تھا اور انھوں نے انعام میں جو کپڑے اور زیور اپنے دیے تھے انھیں ساگریکا کو پہنا کر وہ اسے مہارانی کے روپ میں شام کو لے کر جائے گی اور خود کانچن مالا کے بھیس میں رہے گی۔ وہ تصویر گھر کے دروازہ پر اس کا انتظار کرے۔ اس طرح ساگریکا کی ملاقات مہاراج سے مادھوی لتا منڈپ میں ہو سکے گی۔

مدنیکا:۔ (غصہ سے) سوسنگیتے! تو بڑی نیچ ہے۔ نوکر نوکرانیوں پر جو اتنی مہربان ہیں ان مہارانی کو دھوکا!

کانچن مالا:۔ اری اچھا اس وقت تو چلی کہاں؟

مدنیکا:۔ میں تو تیرے ہی پاس جا رہی تھی۔ مہارانی نے کہا ہے کہ مہاراج کی طبیعت ناساز ہے ان کی خیریت معلوم کرنے کانچن مالا گئی تھی دیکھ وہ اب تک کیوں نہیں پلٹی چل تو نے جو کچھ سنا ہے اس کی خبر مہارانی کو دے۔

کانچن مالا:۔ دیوی بڑی بھولی ہیں۔ وہ اب بھی یقین کرتی ہیں کہ مہاراج علیل ہیں بیماری کا بہانہ بنا کر مہاراج اپنے آزار عشق پر پردہ ڈالنے کے لیے ہاتھی دانت والے پھاٹک کے محل کی اوپری منزل میں رہ رہے ہیں۔ آ۔ اس کی اطلاع مہارانی کو کر دیں۔

(دونوں چلی جاتی ہیں)

(کرب عشق کے عالم میں مہاراج کا داخل ہونا)

مہاراج:۔ (آہ سرد بھر کر) اے دل۔ عشق کے صدموں کو تجھے جھیلنا ہی ہوگا۔ اس کا کوئی علاج نہیں۔ تو کیوں بے چین ہو رہا ہے؟ جب اس سے ملاقات ہوئی تھی تو میرا ایسا بے وقوف اس کے چندن سے ٹھنڈے ہاتھوں کو کبھی تجھ پر نہ رکھ سکا۔ جب دل اتنا سیماب صفت اور لطیف ہے کہ نشانہ پر آ ہی نہیں سکتا تو کس طرح کام دیو نے اپنے تیروں کو ایک ساتھ چھوڑ کر میرے دل کو چھلنی کر دیا (اوپر دیکھ کر)

اے کام دیو تیرے پاس پانچ ہی تیر ہیں یہ دنیا جانتی ہے اور انھیں سے تو تمام ہجر
کے ماروں پر چوٹ کرتا ہے ۔ مگر آج اس کے برعکس دیکھ رہا ہوں کہ تنہا ایک ساتھ
پانچوں کا نشانہ بن کر ملک عدم کو سدھار رہا ہوں ۔ (کچھ سوچ کر) ان حالات
میں مجھے اپنی فکر اتنی نہیں ہے جتنی مہارانی کی غضب ناک آنکھوں کی شکار ساگریکا
کی ۔ میری محبت کا پردہ فاش ہو چکا ہے ۔ اس لیے وہ اپنا منھ چھپاتی پھر رہی ہوگی
دو آدمیوں کو باتیں کرتے دیکھ کر وہ سمجھتی ہوگی کہ وہ میری اور اس کی محبت کا ہی
ذکر کر رہے ہوں گے ۔ سکھیوں کے مسکرانے پر وہ شرما جاتی ہوگی ۔ اس طرح اندر
سمایا ہوا ڈر اسے کھائے جا رہا ہوگا ۔

ساگریکا کی خیریت معلوم کرنے بسنتک گیا تھا ۔ اب تک لوٹا کیوں نہیں ؟

(بسنتک کا داخل ہونا)

بسنتک :- (ہنستا ہوا) کوشامبھی کا راج پا جانے پر بھی میرے دوست کو اتنی خوشی
نہ ہوگی جتنی یہ خوش خبری سن کر ۔ خیال میرا تو یہی ہے ۔ اب چلوں ان کو بتا دوں ایے
وہ تو ادھر ہی آرہے ہیں شاید میری راہ دیکھ رہے تھے ۔ جے ہو مہاراج کی ۔ جے
ہو ۔ امید سے زیادہ کامیابی ہوئی ۔

مہاراج :- (بڑی مسرت سے) جان من تو خیریت سے ہیں ؟

ظریف :- (فخر سے) جلد ہی آپ خود دیکھ جان جائیں گے ،

مہاراج :- کیا پیاری کے درشن بھی ہو سکیں گے ؟

ظریف :- (شیخی سے) اماں ۔ کیوں نہیں ؟ جب بسنتک مشیر ہے جس کے آگے
برھسپت[51] کی بھی عقل پانی بھرتی ہے ۔

مہاراج :- (قہقہہ لگا کر) کوئی تعجب نہیں ۔ تو کر کیا نہیں سکتا ؟ تفصیل سے بیان کر

ظریف :- (کانوں میں) یوں ۔

---

[51] دیوتاؤں کے گرو

مہاراج :۔ شاباش ۔ یہ رہا تمھارا انعام (کڑا ہاتھ سے نکال کر دیتا ہے)

ظریف :۔ (کڑا پہن کر ہاتھ دیکھتا ہے) خالص سونے کا بنا ہوا یہ کڑا پہن کر بیوی کو دکھاؤں گا۔

مہاراج :۔ (ہاتھ پکڑ کر روکتے ہوئے) پیچھے دکھانا۔ پہلے بتا دن کتنا رہ گیا ہے؟

ظریف :۔ (دیکھ کر) بھگوان سورج بصد شوق و محبت مغرب کی چوٹیوں پہ پھیلے ہوئے دھندھلکوں کے جنگلوں میں اتر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے معشوقہ شام نے ان کو وہاں آنے کا پیغام بھیجا ہے۔

مہاراج :۔ دوست۔ تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔ دن ختم ہو چکا ہے۔ اس ایک پہیہ والے رتھ سے دھرتی کا طویل سفر طے کر کے سورج دیوتا پھر الصبح پچھم کے محلوں پر نہ آسکیں گے اسی فکر میں ڈوبے ہوئے وہ سندھیا کی چوری سے بچی ہوئی سنہری کرنوں کے اراگجوں[1] کے سہارے اپنے سمت روپی پہیہ کو غرب میں گھسیٹتے جا رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں اے کنول نین کمدنی[2] میری وداعی گھڑی آگئی میں ہی کل صبح آ کر تجھے جگاؤں گا۔ نیلائیوں[3] میں پھیلے ہوئے اپنے سنہرے ہاتھوں کے لمس سے اس کو اپنی واپسی کا یقین دلا رہے ہیں جیسے رخصت ہوتے وقت کوئی عاشق جدائی کے غم میں سر جھکائے بیٹھی ہوئی اپنی محبوبہ کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اپنے لوٹ آنے کا بھروسہ دلا رہا ہو۔ اب مادھوی لتا منڈپ میں اپنی دلآرا کا انتظار کروں۔

ظریف :۔ اچھا (دونوں اٹھتے ہیں چاروں طرف دیکھ کر) دوست۔ دیکھیے دیکھیے تو۔ بن میں ادھر ادھر پڑے کیچڑ کو روندتا اور اسی میں لتھ پتھ بڑیلا سور اور جنگلی بھینسے کی مانند شام کا اندھیرا پورب کے کناروں کو ڈھکتا ہوا پھیلتا جا رہا ہے۔

مہاراج :۔ (چاروں طرف نگاہ دوڑا کر) صحیح کہہ رہے ہو اندھیرا اوّل اوّل پورب ہی کو ڈھکتا ہے پھر پھیلتا ہوا پربتوں، پیڑوں اور شہروں کو نظر سے اوجھل کر دیتا ہے

---

[1] پہیہ کے بیچ لگی ہوئی لکڑیاں [2] ایک آبی پھول، کنول کی نسل [3] آکاش کی وسعتیں۔

اور آخر میں شنکر کے گلے کی دمک کی طرح سیاہی[1] میں بدل کر یہ گہرا اندھیرا لوگوں کی قوتِ بینائی کو ہڑپ کر جاتا ہے۔ اچھا راستہ دیکھا۔

ظریف:۔ آئیے (دونوں چلتے ہیں) یہی تو وہ خوشبوؤں کا چمن ہے۔ آپس میں لپٹی ہوئی بیلیں اور پیڑوں کی شاخیں اس کو تاریک تر بنا رہی ہیں۔ اس میں راستہ کیسے دکھائی دے گا۔

مہاراج:۔ دوست میرے آگے آگے چل راستہ تو معلوم ہی ہے۔ یہ چمپک[2] کی روش ہے۔ یہ خوبصورت سینڈوار[3] کا درخت ہے۔ یہ مولسری کے پیڑوں کا جھرمٹ یہ گلاب کی کیاری ہے۔ راستہ اندھیرے میں دکھائی نہیں دیتا مگر جدا جدا خوشبوؤں کے درخت اس کی نشان دہی کر رہے ہیں۔

(دونوں جاتے ہیں)

ظریف:۔ مست بھنورے پھولوں پر ٹوٹ رہے ہیں ان کی خوشبو سے فضا مہک رہی ہے۔ چکنی الماس کی پٹریوں پر چلنے سے مزہ آرہا ہے معلوم ہو رہا ہے کہ ہم مادھوی لتا کے منڈپ سے قریب ہیں۔ آپ یہاں کچھ دیر انتظار کریں میں ساگریکا کو مہارانی کے بھیس میں لے کر آرہا ہوں۔

مہاراج:۔ دوست جلد آنے کی کوشش کرنا

ظریف:۔ گھبرائیے مت۔ ابھی آرہا ہوں (جاتا ہے)

مہاراج:۔ اچھا اس وقت تک میں اس مرمریں چوکی پر بیٹھ کر انتظار کرتا ہوں (بیٹھ کر سوچتا ہے) یہ ایک عجیب بات ہے کہ عیّاش منش کو اپنی بیوی کے لیے تو ہیں مگر غیر عورت کے لیے ایک خاص کشش ہوتی ہے جب کہ شک وشبہ کے کارن وہ اس کو محبت کی نظر سے دیکھتی بھی نہیں۔ مستی کے عالم میں لپٹا لینے پر وہ اپنی چھاتیوں کا لمس بھی اس کے سینہ سے نہیں ہونے دیتی زبردستی سینہ سے لگائے رکھنے کی

---

[1] شنکر نے زہر پی کر گلے میں روک لیا تھا۔ اسی کا نیلا عکس [2] ایک خوبصورت پیڑ [3] ایک درخت کا نام۔

کوشش پر وہ بار بار کہتی ہے۔ میں جاتی ہوں۔ میں جاتی ہوں۔ پھر بھی وہ قطامہ خاص طور سے ہوس پرستوں کو مزا دیتی ہے۔ بسنتک دیر کیوں کر رہا ہے؟ ایسا تو نہیں مہارانی کو خبر ہوگئی ہو۔

(مہارانی باسودتا اور کانچن مالا داخل ہوتی ہیں)

باسودتا:۔ اے ری کانچن۔ کیا یہ سچ ہے کہ ساگریکا میرے بھیس میں مہاراج کے پاس جائے گی۔

کانچن مالا:۔ آپ سے جھوٹ کہوں گی؟ تصویر گھر کے پھاٹک پر بیٹھا ہوا بسنتک آپ کو یقین دلا دے گا۔

باسودتا:۔ تو آؤ وہیں چلیں۔

کانچن مالا:۔ چلیے مہارانی جی۔

(دونوں چلی جاتی ہیں۔)

ظریف:۔ (کان لگاکر) تصویر گھر کے دروازہ پہ قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے معلوم ہوتا ہے ساگریکا آگئی۔

کانچن مالا:۔ مہارانی جی یہی تصویر گھر ہے میں بسنتک کو اشارہ کرتی ہوں (چٹکی بجاتی ہے)

بسنتک:۔ (خوش خوش ہنستا ہوا قریب آتا ہے) سوسنگیتا تو نے کانچن مالا کا بھیس خوب ہی بنایا۔ ساگریکا کہاں ہے؟

کانچن مالا:۔ (انگلی کے اشارے سے) یہی تو ہے۔

بسنتک:۔ (بڑے اچنبھے سے) ارے یہ تو ہو بہو باسودتا بن گئی۔

باسودتا:۔ (من میں) اس نے پہچان لیا کیا؟

بسنتک:۔ (چٹکی بجاتا ہے) دیوی ساگریکا ادھر آئیے (باسودتا مسکرا کر کانچن مالا کو دیکھتی ہیں)

کانچن مالا:۔ (انگلیوں سے آگاہ کرتی ہے) وہ اپنی بات یاد رکھنا۔

بسنتک :۔ ساگریکے جلدی کیجیے۔ پورب میں چاند نکلنے والا ہے (چلتا ہے)

مہاراج :۔ ملاقات کا وقت قریب آرہا ہے پھر بھی جانے کیوں دل گھبرا رہا ہے جوں جوں ملنے کی گھڑی قریب آتی ہے عشق کا درد شدید سے شدید تر ہوتا جاتا ہے بارش ہونے سے پہلے کی تپش گرمیوں کی دھوپ سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔

ظریف :۔ (کان میں) یہ میرے دوست تمھیں سے مخاطب ہیں اور اپنے دردِ دل کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں جاکر تمھاری آمد کی اطلاع انھیں کرتا ہوں۔

(باسودتا سر ہلا دیتی ہے)

ظریف :۔ (مہاراج کے پاس جاکر) یار بڑے خوش بخت ہو۔ یہ دیکھیے میں ساگریکا کو لے آیا۔

مہاراج :۔ (بڑے اشتیاق سے) کہاں ہے وہ۔ کہاں؟

ظریف :۔ یہی تو ہے۔

مہاراج :۔ (قریب جاکر) میری جان۔ چہرہ ہے کہ چاند۔ آنکھیں نیل کنول۔ رانیں کیلے کے تنے کا درمیانی حصہ ہاتھ کمل بانہیں کنول ڈنٹھل کے مانند۔ تمھارے تو تمام اعضائے بدن دکھ درد کی دوا ہیں۔ آؤ بے خوف ہوکر میرے جسم سے چمٹ کر دل میں لگی آگ کو ٹھنڈا کر دو۔

باسودتا :۔ (منھ پھیر کے بہ چشمِ نم) کانچن مالا۔ اس طرح کی باتیں کہہ کر بھی مہاراج مجھ سے دوبارہ گفتگو کریں گے۔ مجھے یقین نہیں ہوتا۔

کانچن مالا :۔ (رخ بدل کر) ہے تو ایسا ہی لیکن دیدہ دلیر کیا کچھ نہیں کر سکتے؟

ظریف :۔ دیوی ساگریکے۔ اطمینان سے اپنے عاشق سے باتیں کریں آئے دن روٹھنے والی مہارانی باسودتا کی کڑوی باتوں کو سننے والے ان کانوں میں اپنی میٹھی باتوں سے رس گھول دو۔

باسودتا :۔ (غصّہ سے منھ پھیر کر) کانچن مالا میں زبان کی کڑوی اور یہ مسخرہ بسنتک منھ کا میٹھا؟

کا پنجن مالا ، منھ جلا کہیں کا۔ مہارانی جی آپ اس کی باتوں پر دھیان دیں گی ؟

ظریف :۔ (دیکھ کر) دوست دیکھیے۔ غصہ سے تمتمائی ہوئی کسی نازنیں کے سرخ عارض کی طرح۔ ماہ تاب مشرق میں نکل رہا ہے۔

مہاراج :۔ پیاری ساگریکے۔ تمھارے چہرہ نے حسن و جمال کو لوٹ لیا ہے اور اب وہ انتقاماً اپنی تمام سنہری کرنوں کو پھیلائے بام مشرق پر جلوہ افروز ہے۔ ایسا کر کے وہ اپنی ناسمجھی کا ثبوت بھی دے رہا ہے۔ کیا تمھارا چاند سا چہرہ کنول کو بے رونق نہیں کر دیتا ، آنکھوں کو ٹھنڈک نہیں پہنچاتا یا کام دیو اور سمندر کی آب و تاب کو نہیں بڑھاتا ؟ تو پھر تم ایسی ماہ لقا کے مقابل اس کو آنے کی کیا ضرورت ؟ اگر اسے اپنے امرت[1] پر ناز ہے تو کیا وہ تمھارے لبوں میں نہیں ؟

باسودتا :۔ (غصہ سے گھونگھٹ پلٹ کر) آریہ پتر کیا میں واقعی ساگریکا ہوں آپ ساگریکا کے لیے پاگل ہو رہے ہیں۔ آپ کو ہر کوئی ساگریکا ہی دکھائی دیتی ہے۔

مہاراج :۔ (جھینپتے ہوئے منھ پھیر کر) کیا مہارانی باسودتا ہیں ؟ یار یہ کیا ؟

ظریف :۔ دوست ہم لوگ بڑی مصیبت میں پھنس گئے۔

مہاراج :۔ (دست بستہ) دل نواز۔ باسودتا۔ خوش ہو جاؤ۔

باسودتا :۔ (ڈبڈبائی آنکھوں سے مہاراج کی طرف ہاتھ اٹھا کر) آریہ پتر۔ یہ الفاظ کسی اور کے لیے رکھیے

ظریف :۔ (من میں) اب ایسے میں کیا کیا جائے ؟ (سامنے آتا ہے) دیوی آپ دل کی دھنی ہیں۔ اس کا یہ پہلا قصور ہے معاف کر دیں۔

باسودتا :۔ آریہ بسنتک۔ قصور میرا ہی ہے میں ان دونوں کے ملن میں دیوار بن کر کھڑی ہو گئی۔

مہاراج :۔ دیوی میں تو رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ کچھ بھی کہنے کی ہمت نہیں۔ گڑگڑاتا

---

[1] آبِ حیات

ہوں ۔ بے حد نادم ہوں قدموں میں گر کہ آپ کے پیروں میں لگی مہاور کو تو دور کر سکتا ہوں لیکن غیظ سے آپ کے چہرہ کی سرخی تو اسی وقت دور ہو سکتی ہے جب آپ مجھ پہ مہربان ہوں۔

باسودتا :۔ (ہاتھوں سے روکتے ہوئے) آریہ پتر اٹھیے آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ وہ بڑا بے شرم ہوگا جو مہاراج کو معصوم سمجھ کر کبھی ان پہ ناراض ہوگا۔ آپ خوش رہیں میں ہی جاتی ہوں۔

کانچن مالا :۔ دیوی غصہ تھوک ڈالیں خوش ہوں اگر آپ مہاراج کو یوں ہی قدموں پر پڑے چھوڑ جائیں گی تو آپ کو بعد میں پچھتاوا ہوگا۔

باسودتا :۔ چل ہٹ بے وقوف کہیں کی۔ اس میں خوشی اور پچھتاوا کی کیا بات ہے۔ چل ہم دونوں چلیں۔

مہاراج :۔ دیوی۔ خوش ہو جائیں (کوئی اشلوک دہراتا ہے)

ظریف :۔ آیئے اٹھیے۔ کیا ٹسوئے بہا رہے ہیں۔ مہارانی گئیں۔

مہاراج :۔ کیا مہارانی ناخوش ہی چلی گئیں (اوپر سر اٹھا کر)

ظریف :۔ یہی خوشی کیا کم ہے کہ ہم لوگوں کی کھال سلامت ہے۔

مہاراج :۔ لعنت ہے۔ ابے جاہل تو کیوں اس طرح میرا مذاق اڑا رہا ہے؟ تو ہی تو اس مصیبت کا کارن ہے ہم ایک دوسرے کی محبت کی بڑی قدر کرتے رہے اور وہ برابر بڑھتی ہی رہی۔ پہلی ہی بار سہی مگر مجھ سے قصور اتنا بڑا ہوا ہے کہ باسودتا اس کو سہہ نہ سکے گی اور یقیناً جان دے دے گی۔ گہری محبت میں ذرا سی بھول کا نتیجہ بھیانک ہوتا ہے۔

ظریف :۔ اماں دیوی ناراض بھی ہو جائیں گی تو کیا کریں گی یہ تو میں نہیں کہہ سکتا مگر یہ جانتا ہوں کہ ساگریکا کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔

مہاراج :۔ دوست میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

(اس کے بعد ساگریکا باسودتا کے بھیس میں داخل ہوتی ہے)

ساگریکا :۔ تصویر گھر سے نکلتے وقت کسی نے مجھے دیکھا تو نہیں مگر اب کیا کروں د سکتے

ہوئے سوچتی ہے)

ظریف:۔ کیا احمقوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ اس کا کوئی علاج سوچیے۔

مہاراج:۔ میں بھی وہی سوچ رہا ہوں۔ دیوی کو منایا جائے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں چل وہیں چلیں۔

ساگریکا:۔ بہتر ہے میں جان ہی دے دوں ورنہ اس سازش کا حال معلوم ہوگا تو میری بڑی درگت ہوگی؟ میں اشوک کے پیڑ کے نیچے اپنا کام تمام کرلوں۔

ظریف:۔ (آہٹ پاکر) ٹھہریئے ٹھہریئے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے مہارانی کو پچھتاوا ہوا ہے اور وہ واپس آرہی ہیں۔

مہاراج:۔ دیوی دل کی غنی ہیں ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔ جلد فیصلہ کر۔

ظریف:۔ جو حکم (چلتا ہے)

ساگریکا:۔ اسی مادھوی لتا کی رسی بنا کر۔ اپنے کو اشوک کے پیڑ میں لٹکا دوں۔ (رسی بناتی ہے) ہے ماتا، ہے پتا۔ میں ابھاگن آج بے بس و بے سہارا مرنے جارہی ہوں (گلے میں پھانسی کا پھندہ ڈالتی ہے)

ظریف:۔ کون ہے یہ؟ ارے دیوی باسودتا ہیں (گھبرا کر بآواز بلند) دوست بچاؤ۔ بچاؤ دیوی باسودتا پھانسی لگا کر خودکشی کر رہی ہیں۔

مہاراج:۔ کہاں ہیں؟ وہ کہاں۔ (قریب جاکر)

ظریف:۔ یہی تو ہیں۔

مہاراج:۔ (قریب جاکر پھندا کھولتے ہیں) مہارانی آپ اس کی جرأت نہ کریں۔ آپ کے گلے میں پھانسی کا پھندا دیکھ کر میری جان لبوں پر آرہی ہے آپ کے بچانے میں میری اپنی غرض بھی ہے۔

ساگریکا:۔ (مہاراج کو دیکھ کر) کیا سوامی ہیں؟ (من ہی من خوش ہوتی ہے) وہی ہیں تو انھیں دیکھ کر مجھے پھر جینے کی آرزو ہونے لگی نہیں تو ان کے درشنوں سے آسودہ ہو کر میں سکھ سے مرجاؤں گی۔ سوامی مجھے چھوڑ دیں۔ دوسروں کے سہارے

جینے والی کو مرنے کے لیے ایسا سنہرا موقع پھر نہ مل سکے گا (پھر گلے میں پھانسی کا پھنداڈالتی ہے)

مہاراج :۔ (بغور دیکھ کر) کیا یہ میری پیاری ساگریکا ہے؟ (گلے سے پھندا نکال کر پھینکو ان لتاؤں کے بندھن کو۔ ایسی ہمت نہ کرو۔ اے میری روح حیات۔ نکلنے کو تیار اس میری جان کو روکنے کے لیے میرے گلے میں اپنی باہیں ڈال دو (ساگریکا کا ہاتھ گھسیٹ کر اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے۔) دوست بے بادل برکھا ہوگئی (عشق کی اداکاری کرتے ہوئے)

ظریف :۔ ٹھیک کہتے ہیں مگر بے موسم کی آندھی لے کر کہیں دیوی باسودتا نہ آجائیں

(باسودتا اور کانچن مالا کا داخل ہونا)

باسودتا :۔ کانچن مالے۔ پیروں پر پڑے آریہ پتر کا کہنا نہ مان کر میں چلی آئی یہ بڑا ظلم ہوا۔ میں اس لیے خود ہی چل کر معافی مانگ لوں۔

کانچن مالا :۔ مہارانی کے علاوہ کون ایسی بات سوچ سکتا ہے؟ بھلے ہی وہ بڑے ہوں مگر آپ ان کی نقل کیوں کریں؟ آئیے چلیں۔

(دونوں چلتی ہیں)

مہاراج :۔ من سے چاہتی ہوئی بھی یہ بے رخی کیسی؟ ساگریکا کیوں میری آرزوؤں پر پانی پھیر رہی ہو۔

کانچن مالا :۔ (کان لگاکر) قریب ہی مہاراج کچھ کہہ رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے آپ کو منانے آرہے ہیں۔

باسودتا :۔ (خوش ہو کر) میں چھپ کر پیچھے سے گلے میں باہیں ڈال کر ان کو خوش کرلوں گی۔

ظریف :۔ دیوی ساگریکے بے فکر ہو کر میرے دوست سے پیار کی باتیں کرو۔

باسودتا :۔ (سن کر دکھی ہوتی ہے) کیا ساگریکا ادھر آئی ہے؟ ذرا سن لوں تو جاؤں (ایسا کرتی ہے)

ساگریکا:۔ آپ میرے لیے بناوٹی محبت کا اظہار کر کے جان سے بھی زیادہ عزیز باسودتا کی نگاہوں میں آپ گناہ گار بن رہے ہیں۔

مہاراج:۔ تم جھوٹ سمجھ رہی ہو۔ غم و غصہ سے لرزتی مہارانی کو دیکھ کر میں کانپ گیا تھا۔ انھوں نے چپّی سادھ لی۔ میں پیار کی باتیں کرنے لگا ان کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ میں ان کے قدموں پر گر پڑا میرے اس سلوک کا تعلق میری فطری شرافت سے تھا ورنہ جس سچی محبت سے ہم بندھے ہیں وہ تمھارے لیے ہی ہے۔

باسودتا:۔ (یک بیک سامنے آکر غصہ میں) آپ نے ٹھیک کہا۔ یہ آپ کے لائق ہے۔

مہاراج:۔ (کچھ جھینپتے ہوئے) دیوی مجھے ذلیل نہ کریں۔ میں تو یکساں پوشاک کے دھوکے میں آپ کو سمجھ کر یہاں چلا آیا۔ معاف کیجیے (پیروں پر گرتا ہے)

باسودتا:۔ (طنزیہ خفگی سے) آریہ پتر اٹھیے۔ کیوں آپ فطری شرافت کے ناتے میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں۔

مہاراج:۔ (دل میں) کیا دیوی نے یہ فقرہ بھی سن لیا؟ اب تو وہ خوش ہونے سے رہیں۔

ظریف:۔ آپ لتاؤں کا پھندا ڈال کر خودکشی پر آمادہ تھیں میں یکساں بھیس سے یہی سمجھا۔ دیکھیے وہ پھندا پڑا ہے اگر میری بات کا یقین نہ ہو۔

باسودتا:۔ (غصہ سے لال ہو کر) کانچن مالا اس لتا سے اس برہمن کو باندھ کر لے چل اور اس بدکار چھوکری کو آگے کر لے۔

کانچن مالا:۔ جو حکم (پنڈت جی کو باندھتی ہے)، ابھاگا۔ بھوگ اپنی کرنی کا پھل۔

ساگریکا:۔ ہائے میں ابھاگن اپنی مرضی سے مرنے میں بھی کامیاب نہ ہوئی۔

ظریف:۔ (غمگین ہو کر مہاراج کو دیکھتا ہے) میں مہارانی کی قید میں مر جاؤں تو مجھے یاد رکھیے گا۔

(سب کو لے کر مہارانی باسودتا کا رخصت ہونا)

مہاراج:۔ (کچھ اداس ہو کر) بڑے دھرم سنکٹ میں پڑ گیا ہوں۔ غصہ نے دیوی کے منھ کی مسکراہٹ چھین لی۔ میں اب اس منھ کی فکر کروں کہ ٹھکرائی ہوئی ساگریکا کی سوچوں

یا پھر اس مسخرہ کی کھوج خبر لوں جس کو باندھ کر مہارانی اپنے ساتھ لے گئی ہیں۔ اس اذیت سے مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی سکون نہیں۔ یہاں بیٹھ کر کیا کروں؟ دیوی کو جاکر محل میں مناؤں۔

منظر چوتھا

سوسنگیتا:۔ (آہ سرد کھینچ کر) اے ہماری سکھی ساگریکا لجیلی، من موہنی۔ تو نے سہیلیوں کو ماں کا دلار دیا۔ ہائے تجھے اب کہاں پاؤں گی (روتی ہے) اے سنگ دل و بے رحم نصیب! تو نے اس بے مثل حسینہ کو بنا کر ایسے برے حالات میں کیوں ڈال دیا؟ زندگی سے مایوس ہو کر اس نے کہا تھا "یہ رتن مالا کسی برہمن کو سونپ دینا" ہائے کس برہمن کو ڈھونڈوں (آگے دیکھ کر) ارے واہ! آریہ بسنتک تو ادھر ہی آ رہے ہیں۔ یہ ہار انھیں کو دے دوں۔

(بسنتک ہنستے ہوئے داخل ہوتا ہے)

بسنتک:۔ اہا۔ ہا۔ ہا۔ میرے یار نے مہارانی کو راضی کر ہی لیا۔ انھوں نے مہارانی کو خوش کر کے میرے بندھن کٹوا دیے۔ مہارانی نے اپنے ہاتھوں سے اتنے لڈو کھلائے کہ ایک لمبے عرصہ کے لیے فرصت ہو گئی۔ اتنا ہی نہیں ریشمی دھوتی چادر اور کرن پھول بھی دیے۔ چلوں دیکھوں دوست ہیں کہاں؟

(چلتا ہے)

سوسنگیتا:۔ (سسکتی ہوئی قریب آتی ہے) آریہ بسنتک ٹھہریئے۔ ذرا ٹھہریئے۔

ظریف:۔ کیا سوسنگیتا ہے؟ اری روتی کیوں ہے؟ کیا ساگریکا پر کوئی آفت آن پڑی ہے؟

سوسنگیتا:۔ یہی تو کہنا ہے۔ افواہ یہ اڑا دی گئی ہے کہ ساگریکا کو اجینی بھیجا جا رہا ہے مگر آدھی رات کو اسے کسی نامعلوم جگہ بھیج دیا گیا۔

ظریف:۔ مہارانی نے بڑا ظلم کیا۔

سوسنگیتا:۔ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر ساگریکا نے یہ ہیرے کا ہار مجھے یہ کہہ کر دیا تھا کہ

میں اسے آریہ بسنتک کو دے دوں۔ اس لیے آپ لے لیں۔

ظریف:۔ (روکر) سوسنگیتا جی ان حالات میں اسے لینے کے لیے میرے ہاتھ نہیں بڑھ رہے ہیں۔

(دونوں روتے ہیں)

سوسنگیتا:۔ (ہاتھ جوڑکر) اس غریب پر رحم کریں۔ اسے قبول کریں۔

ظریف:۔ (سوچ کر) تو پھر لائیے دے دیجیے ہجر کے مارے اپنے دوست کا غم بھی غلط کروں گا۔

(سوسنگیتا دیتی ہے)

ظریف:۔ سوسنگیتے۔ اس نے ایسی مالا کہاں سے پائی؟

سوسنگیتا:۔ میں نے بھی یہی سوال کیا تھا۔

ظریف:۔ اس نے کیا جواب دیا۔

سوسنگیتا:۔ آسمان دیکھ کر ایک آہ سرد کھینچی اور کہا سوسنگیتے اب یہ جان کر کیا کروگی اور رونے لگی

ظریف:۔ اس کا غیر معمولی لباس اور زیور بتا رہے ہیں کہ وہ کسی اعلیٰ خاندان کی لڑکی ہے۔ سوسنگیتا میرے دوست کہاں ہیں۔

سوسنگیتا:۔ شریمان۔ وہ ابھی مہارانی باسودتا کے محل سے نکل کر مرمریں منڈپ کی طرف گئے ہیں۔ آپ جائیں۔ میں بھی دیوی کے پاس جاتی ہوں۔

(دونوں جاتے ہیں)

مہاراج کا داخل ہونا

مہاراج:۔ (فکرمند ہوکر) سوگندھ کھاکر۔ میٹھی میٹھی باتیں کرکے۔ ان کی ہاں میں ہاں ملاکر ندامت کا اظہار کیا۔ پیروں پڑ گیا۔ سکھیوں کی گواہی پیش کی مگر مہارانی کو ان کے آپے میں نہ لا سکا۔ انھوں نے رودھو کر خود ہی اپنا غصہ ڈھونڈ ڈالا (آہ بھرکر) مہارانی تو خوش ہوگئیں۔ اب مجھے ساگریکا کی جدائی ستا رہی ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ مجھ سے پہلی بار گلے ملنے پر وہ محبت میں شرابور کنول سی نازک ساگریکا کا م زیو

کے تیروں سے چھلنی میرے دل میں اتر گئی۔ (دکھی ہو کر) بسنتک تھوڑی بہت ڈھارس بندھا سکتا تھا وہ بھی مہارانی کے بندی گھر میں پڑا ہے۔ میں کس سے اپنا دکھڑا روؤں؟

(بسنتک کا داخل ہونا)

بسنتک:۔ (مہاراج کو دیکھ کر) بے قراری نے ہمارے مہاراج کو بہت لاغر و کمزور کر دیا ہے۔ پھر بھی یہ حسین قامت میرے دوست دوج کی چاند کی طرح پُر نور دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے پاس چلوں۔ (قریب جا کر) کلیان ہو۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ کو ان آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ ورنہ میں تو مہارانی کے ہاتھوں میں پڑ گیا تھا۔

مہاراج:۔ (بڑی مسرت سے) اخاہ بسنتک آ گئے۔ آ میرے گلے سے لگ جا۔

(بسنتک بغل گیر ہوتا ہے)

مہاراج:۔ رفیق میرے۔ تمھاری پوشاک بتا رہی ہے کہ مہارانی خوش ہیں۔ بتا ساگریکا کی کیا خبر۔ کہتے کیوں نہیں؟

ظریف:۔ میں آپ کو کوئی بری خبر نہ سُنا سکوں گا۔

مہاراج:۔ بری خبر! یقیناً اس نے دم توڑ دیا ہوگا۔ آہ میری جان ساگریکا (بے ہوش ہو جاتا ہے)

ظریف:۔ دوست صبر کیجیے۔ گھبرائیے مت۔

مہاراج:۔ اے میری روح مجھ بے رحم کے جسم کو چھوڑ دے۔ مجھ پر کرم کر۔ اگر تو ما خیر کرے گی تو گھاٹے میں رہے گی وہ کج رفتار سندری دور چلی جائے گی۔

ظریف:۔ ایسی بات نہیں۔ خیر سے دیوی نے اس غریب کو اجینی بھیج دیا۔ میں نے اس لیے بری خبر کہا تھا۔

مہاراج:۔ اجینی بھیج دیا؟ آہ مہارانی کو مجھ سے اتنی چڑھ؟ یہ کس نے کہا؟

ظریف:۔ سوسنگیتا نے۔ ساگریکا نے یہ مالا بھی مجھ کو دینے کے لیے بھجوا دی۔ معلوم نہیں کیوں؟

مہاراج:۔ کیوں؟ کیا میری تسکین کے لیے۔ لا مجھے دے (ظریف دیتا ہے۔ مالا لے کر

مہاراج بغور دیکھتے ہیں اور سینہ سے لگاکر) اس کے گلے سے بچھڑی ہوئی یہ مالا اپنی ہی طرح دکھی میرے دل کو ڈھارس بندھا رہا ہے۔ دوست تو اس کو پہن لے تاکہ اس کو دیکھ کر مجھے سکون ملتا رہے۔

ظریف:۔ جو حکم (گلے میں ڈال لیتا ہے)

مہاراج:۔ اب اس دل آرا کو کہاں دیکھ پاؤں گا؟

ظریف:۔ (چاروں طرف دیکھ کر) ذرا آہستہ بولیں۔ دیوی کا کہیں کوئی آدمی نہ گھومتا ہو۔

(ہاتھ میں بیت لیے بسندھرا کا داخل ہونا)

بسندھرا:۔ مہاراج کی جے ہو۔ مہاراج دومنڈوان کا بھانجا کوئی خوش خبری لایا ہے دروازہ پر کھڑا ہے۔

مہاراج:۔ بسندھرا۔ فوراً اندر لاؤ۔

بسندھرا:۔ جو حکم سرکار (باہر سے وجے ورما کو ساتھ لے کر اندر آتی ہے) وجے ورما یہ ہیں سوامی۔ قریب آئیے۔

وجے ورما:۔ (پاس جاکر) مہاراج کی جے ہو۔ دومنڈوان کی فتح ہوئی۔ آپ کا دبدبہ بڑھا۔

مہاراج:۔ مرحبا۔ دومنڈوان شاباش۔ شاباش۔ بہت تھوڑے عرصہ میں تم نے یہ کار عظیم انجام دیا۔ آؤ وجے یہاں بیٹھو۔

(وجے ورما اپنی جگہ لیتا ہے)

مہاراج:۔ وجے ورما کیا کوشل راج کو شکست ہوئی۔

وجے ورما:۔ مہاراج کے اقبال سے۔

مہاراج:۔ بتاؤ کیسے ہوا۔ تفصیل سے جاننا چاہتا ہوں۔

وجے ورما:۔ مہاراج سنیں۔ شری مان کے حکم کے مطابق چند دنوں بعد ہم لوگوں نے گھوڑوں ہاتھیوں اور پیدل کی ایک عظیم منظم فوج لے کر وندھیاچل کے قلعہ کو گھیرے میں لے لیا اور کوشل نریش کے نکلنے کا راستہ روک دیا۔

مہاراج:۔ اس کے بعد۔

وجے ورما:۔ کوشل نریش کا غرور اس بے عزتی کو برداشت نہ کر سکا اور اس نے جنگی ہاتھیوں کا ایک بھاری لشکر تیار کیا۔

ظریف :۔ میاں جلد کہہ ڈالو۔ یہاں ہول سمایا جا رہا ہے۔

مہاراج:۔ ہاں پھر۔

وجے ورما:۔ اور پھر ایک پل میں وہ دندھبا کے کوہستانی سلسلوں کی مانند کوہ پیکر ہاتھیوں کا ایک دل بادل لے کر اطراف کو گھنا ٹوپ کرتا ہوا میدان جنگ میں آپہنچا اور متوالے ہاتھیوں سے ہماری پیدل فوج کو روندنے لگا۔ زور آزمائی نے ہمارے سپہ سالار اونتڈ مان کے حوصلے بڑھا دیے۔ پھر اس نے تیروں کی مسلسل بارش سے گجراجوں کے پیر باندھ دیے۔ ہتھیار کھنکھنانے لگے۔ سر ٹوپے ادھڑنے لگے۔ گردنیں کٹنے لگیں۔ تلواروں کی مار سے زرہ بکتر سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے خون کی ندی بہہ نکلی۔ ہاتھی نشین کوشل نریش کو فتح کی راہ میں دیوار بنتے دیکھ کر رنڈ مان نے للکارا اور اپنے سیکڑوں تیروں کی بارش سے اس کو جنت پہنچا دیا۔

ظریف :۔ جے ہو مہاراج کی۔ ہماری وجے ہوئی (کھڑا ہو کر خوشی میں ناچتا ہے)

مہاراج:۔ واہ۔ واکوشل نریش۔ لائق صد ستائش! کہ دشمن بھی آپ کی شجاعت کا بکھان کر رہے ہیں۔ اس کے بعد؟

وجے ورما:۔ دیو۔ میرے بڑے بھائی جے ورما کی نگرانی میں کوشل کو سونپ کر رونڈ مان خود زخمیوں کو لے کر دھیرے دھیرے پیچھے آرہے ہیں۔

مہاراج:۔ بسندھرے۔ یوگندھرائن سے کہو۔ مہاراج کی طرف سے ان کو انعام و اکرام سے سرفراز کریں۔

(بسندھرا اور وجے ورما کا رخصت ہونا)

(کانچن مالا کا داخل ہونا)

کانچن مالا:۔ دیوی کا حکم ہے کہ میں اس اندر جال جادوگر کو لے جا کر مہاراج کے حضور پیش کروں (کچھ دور چل کر۔ دیکھتی ہے) ارے یہیں تو ہیں مہاراج۔ جے ہو مہاراج

کی۔ دیوی نے استدعا کی ہے کہ بہ یگانۂ روزگار اندر جالک نام کا جادوگر اُجّین سے آیا ہے۔ مہاراج اس کو شرف ملاقات کا موقع دیں۔

مہاراج:۔ مجھے بھی اشتیاق ہے۔ فوراً اندر لاؤ۔

کانچن مالا:۔ مہاراج کا جو حکم۔

(مورپنکھی ہلاتا ہوا اندر جالک کانچن مالا کے ساتھ داخل ہوتا ہے)

اندر جالک:۔ (مورچھل گھماتا ہے) جاؤ۔ اندر جال جادو کے بانی اندر[1] اور مایا[2] میں نامی گرامی سمبر[3] اسر کے قدموں میں سر جھکاؤ۔

کانچن مالا:۔ (نزدیک جاکر) مہاراج یہی اندر جالک ہیں۔

اندر جالک:۔ جے ہو مہاراج کی۔ کیا زمین پر چاند اتار دوں یا آسمان پر پہاڑ یا پانی میں آگ لگا دوں یا دوپہر کو شام کر دوں؟ کیا دکھایا جائے جو حکم ہو۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ شہریان کو جو کچھ بھی دیکھنے کا شوق ہو وہ میں سب کچھ گرو منتروں کے زور سے دکھاؤں گا۔

ظریف:۔ ہوشیار رہیں۔ ہاں یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس کی بے باکی یہی بتا رہی ہے۔

مہاراج:۔ تم ٹھہرو۔ کانچن۔ مہارانی سے کہو کہ اندر جالک اخفیس کا آدمی ہے اور کوئی یہاں رہے گا بھی نہیں وہ آئیں ہم دونوں دیکھیں گے۔

کانچن مالا:۔ حکم سر آنکھوں پر۔

(باسودتا اور کانچن مالا کا داخل ہونا)

باسودتا:۔ یہ اُجینی سے آیا ہے اس لیے مجھے بھی اس کا پاس ہے۔

کانچن مالا:۔ مہارانی جی آپ اپنے مائیکے کو عزت بخش رہی ہیں۔ چلیں (دونوں چلتی ہیں)

باسودتا:۔ جے ہو مہاراج کی۔

---

[1] دیوتاؤں کا راجا [2] سحر (یہاں فریب)، [3] جادو کا ایک ماہر [4] اجین۔ مہارانی باسودتا یہیں کی تھیں۔

مہاراج :- دیوی۔ اس نے بڑی ڈینگیں ماری ہیں۔ یہاں بیٹھیں ہم لوگ دیکھیں اس کا تماشہ
باسودتا:۔ (بیٹھ جاتی ہے) ہاں بھئی شروع کرو اپنا جادو۔
اندر جالک :۔ جو حکم (مختلف انداز میں گھومتا اور رقص کرتا ہے مورچھل ہلاتا رہتا ہے) برھما[1]۔ بشنو[2]۔ مہیش[3]۔ دیوتاؤں۔ راجا اندر[4]۔ ارباب جنت موسیقی میں طاق گندھربوں[5] اور ان کے ہمراہ حسینانِ عالمِ بالا کو آسمان میں ناچتے ہوئے دکھاتا ہے) دیکھیے مہاراج۔
مہاراج :۔ (اوپر دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہیں) اچنبھا! یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ دیوی۔ دیکھو تو آسمان میں کنول[6] پر بیٹھے ہوئے برھما۔ وہ جٹاؤں میں ماہ منور[7] لیے ہوئے شنکر اور وہ چاروں ہاتھوں میں کمان۔ تلوار۔ گدا اور چکر لیے ہوئے بھگوان بشنو ایراوت[8] پر رونق افروز وہ دیوتاؤں کے راجا اندر۔ تمام دیوتا، دیویاں اور فلک کی سندریاں پیروں کے گھنگھروؤں کو جھنکارتی محو رقص و سرود ہیں۔
باسودتا :۔ حیرت ہے۔ حیرت!
ظریف :۔ (ذرا ٹھہر کر) ابے احمق دیوتا اور دیویوں کو دکھا کر کیا کرے گا مہاراج کو خوش کرنا ہے تو ساگریکا کو دکھا۔

(بسندھرا داخل ہوتی ہے)

بسندھرا :۔ (مہاراج کے قریب جاکر) جے ہو مہاراج کی۔ وزیر سلطنت یوگندھرائن نے سرکار کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ مہاراج بکرم باہو[9] کے وزیر اعظم بسوبھوت ہمارے کچوکی بابھروے کے ہمراہ تشریف لائے ہیں۔ مہاراج اٹھیں اس خوشی کے موقع پر درشن دینے کی تکلیف کریں۔
باسودتا :۔ مہاراج فی الحال تماشا بند کرادیں۔ ماما کے یہاں سے پردھان منتری

---

[1] خالق [2] رزاق [3] حاکم عالم وجود [4] جنت کے موسیقار [5] نشست [6] شنکر جٹاؤں میں چاند ہے [7] اندر کی سواری ہاتھی کا نام [8] رتناولی کے پتا۔

بسو بھوت آئے ہیں۔ آپ ان سے ملاقات کریں)۔

مہاراج :۔ اچھی بات (اندر جالک سے) تم کچھ دیر آرام کرو۔

اندر جالک :۔ جو حکم مہراج کا (مورپنکھی ہلاتا ہوا جاتا ہے) ہمارا ایک کھیل شریمان کو دیکھنا ہی ہو گا۔

مہاراج :۔ دیکھوں گا۔

باسو دتا :۔ کانچن۔ جاان کو انعام دلا۔

کانچن مالا :۔ جو حکم مہارانی جی۔

مہاراج :۔ بسنتک۔ بسو بھوت کو باعزت لاؤ۔

بسنتک :۔ جو حکم (بسندھرا کے مانند رخصت)

(بسنتک کے ساتھ بسو بھوت اور بابھروے کا داخلہ)

بسو بھوت :۔ (ہر طرف دیکھ کر) مہاراج ادین[1] کا یہ اقبال! متوالے جنگی ہاتھیوں پر نگاہیں ٹکنے نہیں پاتیں کہ حسین گھوڑوں کی کشش اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔ دربار کی سرگرمیاں۔ شاہانہ محفلیں ساز و نغمہ کی اٹھتی ہوئی تانیں راج محلوں کی شاندار مردانہ نشست گاہیں۔ جاہ و حشم یہ منظر دیکھ کر سنگل دیپ[2] کی دولت و ثروت نظروں سے اترتی جارہی ہے اور مجھے اس ماحول میں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میں کسی گاؤں سے آرہا ہوں۔

بابھروے :۔ بسو بھوت آج عرصہ کے بعد شریمان کے درشن ہوں گے۔ اس کے احساس سے میری حالت غیر ہو رہی ہے۔ خوشی میرے ضعف کے لیے سہارا ہو گئی۔ نہیں تو میں ایسا مرعوب ہو گیا ہوں کہ جسم کی کپکپی بڑھ گئی ہے۔ آنکھوں کی جوت یوں ہی کم ہو رہی تھی اب مسرت کے آنسوؤں نے اس کو اور دھندلا دیا ہے اور جی ایسا بھر آیا ہے کہ منھ سے صاف بول نہیں پھوٹ رہے ہیں۔

---

[1] کوشامبھی کے مہاراج (ہیرو) ایک راج۔ یہیں کی رتنا ولی تھی۔

ظریف :۔ وزیر اعلیٰ تشریف لائیے

بسوبھوت :۔ (ظریف کے گلے میں رتن مالا دیکھ کر) باھبروے۔ کیا یہ وہی رتن مالا ہے جو راج پتری کو رخصتی کے وقت دی گئی تھی؟

باھبروے :۔ حضرت۔ ملتی جلتی تو ہے۔ کیا بسنتک سے دریافت کروں؟

بسوبھوت :۔ نہیں نہیں۔ اس بڑے گھرانے میں جواہرات کی کمی نہیں۔ یکساں ہونا ناممکن نہیں (آگے بڑھتا ہے)

ظریف :۔ مہاراج یہیں ہیں۔ تشریف لائیے۔

بسوبھوت :۔ مہاراج کی جے ہو۔

مہاراج :۔ آریہ۔ خوش آمدید۔

بسوبھوت :۔ عمر دراز ہو۔

مہاراج :۔ وزیر اعلیٰ آسن پر تشریف رکھیں۔

ظریف :۔ یہ نشست ہے بیٹھیں (بسوبھوت بیٹھتا ہے۔)

باھبروے :۔ دیو۔ باھبروے سلام کرتا ہے۔

مہاراج :۔ (پیٹھ سہلا کر) باھبروے ادھر بیٹھو۔ (باھبروے اپنی جگہ لیتا ہے)

ظریف :۔ دیوی باسودتا پرنام کرتی ہیں۔

باسودتا :۔ آریہ آداب۔

بسوبھوت :۔ بڑی عمر ہو۔ ہنس[1] راج سی اولاد ہو

(سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھتے ہیں)

مہاراج :۔ وزیر اعلیٰ۔ مہاراج سنگھلیشور[2] کے یہاں سب خیریت تو ہے؟

بسوبھوت :۔ (اوپر دیکھ کر آہ سرد کھینچی) میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کہوں؟ (سر جھکا کر چپ ہو جاتا ہے)

---

[1] ادین [2] سنگل دیپ کے مہاراج۔

باسودتا:۔ (غمگین ہوکر) نہ جانے بسوبھوت کیا کہیں!

مہاراج:۔ کہیے کیا بات ہے؟ میری دوی بے چین ہو رہی ہے۔

بابھروے:۔ وزیر اعلیٰ جب کچھ دیر بعد کہنا ہے ہی تو کہہ ڈالیے۔

بسوبھوت:۔ دیو۔ منھ سے کچھ نکل نہیں رہا ہے پھر بھی مجھ بدبخت کو کہنا ہی پڑ رہا ہے سنگھلیشور کو جب خبر ملی کہ مہارانی باسودتا آگ میں جل کر سورگ باسی ہوگئیں تو انھوں نے اپنی دختر نیک اختر کو جس کے رشتہ کے لیے یہاں سے پرارتھنا کی گئی تھی آپ کی خدمت میں روانہ کیا......

مہاراج:۔ دیوی۔ یہ تمھارے ماما کے وزیر اعلیٰ کیا اناپ شناپ بک رہے ہیں۔

باسودتا:۔ (مسکراتے ہوئے) میں نہیں سمجھتی اس میں کیا جھوٹ کیا سچ ہے؟

ظریف:۔ ہاں۔ ہاں۔ بیان جاری رہے۔

بسوبھوت:۔ وہ یہاں لائی جا رہی تھی کہ کشتی سمندر میں غرقاب ہوگئی اور بے چاری راجکماری ڈوب گئی (گلا بھر آیا)

باسودتا:۔ ہائے۔ میں ابھاگن مرگئی۔ آہ رتناولی تو کہاں چلی گئی؟

مہاراج:۔ دیوی۔ اپنے کو سنبھالو۔ دھیرج دھرو۔ بھاگیہ کی گت جانی نہیں جاتی دیکھو یہ دونوں ڈوبنے سے بچ گئے۔

باسودتا:۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر میری یہ قسمت کہاں؟

(پردہ کے اندر شور و غل)

آگ کے شعلوں سے عالی شان محلوں کے کنگورے معلوم ہوتا ہے سونے کے بنے ہیں باغیچوں کے پیڑ پودے جھلس گئے ہیں۔ آگ سے اٹھتا ہوا دھواں پہاڑی تفریح گاہوں پر پانی سے بھرے ہوئے بادلوں کی مانند پھیل رہا ہے۔ خوف سے عورتیں چیخ رہی ہیں حرم سرا میں اتفاقاً آگ لگ گئی ہے۔ لاوارک گاؤں میں مہارانی جل کر مرگئی تھیں اسی افواہ کو سچ ثابت کرنے کے لیے یہ آگ لگ گئی کیا؟

مہاراج:۔ کیا انتہ پور میں آگ لگ گئی۔ ارے غضب ہوگیا۔ مہارانی جل گئیں ہائے باسودتا!

باسودتا:۔ آریہ پتر بچائیے۔ مہاراج بچائیے۔

مہاراج:۔ ارے دیوی ہیں۔ میں اس قدر گھبرا گیا تھا کہ آپ کے یہاں موجود ہوتے ہوئے بھی آپ پر نگاہ نہیں پڑی۔

باسودتا:۔ آریہ پتر۔ میں اپنے لیے نہیں کہہ رہی ہوں۔ میں نے بڑا ظلم کیا ہے کہ ساگریکا کو پابہ زنجیر قید میں ڈال رکھا ہے۔ وہ جل رہی ہوگی۔ اس کی رکشا کیجیے۔

مہاراج:۔ کیا ساگریکا جل رہی ہے؟ میں دیکھتا ہوں۔

بسوبھوت:۔ دیو۔ آپ ناحق پروانہ بننے جا رہے ہیں۔

بابھروے:۔ مہاراج۔ بسوبھوت ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

ظریف:۔ (چادر پکڑ کر) میرے دوست یہ خطرہ مول نہ لیں۔

مہاراج:۔ (چادر چھڑا کر) لعنت ہے تیرے احمق پن پر ساگریکا جل رہی ہے۔ میں آج بھی جان چراؤں؟ (شعلوں میں کود پڑتا ہے اور دم گھٹنے کی اداکاری کرتا ہے) اے آگ ٹھہر۔ اس گونجتے دھوئیں کو سمیٹ۔ کیوں شعلوں کو بھڑکنے دے رہی ہے جب میں اُدین نار جہنم سی آتش ہجر میں نہ جل سکا تو تو میرا کیا بگاڑ سکتی ہے؟

باسودتا:۔ مجھ کم بخت کے کہنے پہ آریہ پتر اپنے کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں میں بھی ان کا ساتھ دوں۔

ظریف:۔ میں رہنمائی کروں گا۔

بسوبھوت:۔ کیا مہاراج شعلوں میں داخل ہو گئے۔ راجکماری رتناولی کی موت دیکھنے والے مجھ بدنصیب کو بھی اپنے کو نذر آتش کر دینا چاہیے۔

بابھروے:۔ مہاراج کیوں خاندان بھرت[1] کو مٹانے پہ تلے ہیں؟ اب اور کچھ کہنے سے کیا حاصل۔ میں بھی ایک وفادار خدمت گذار کا فرض ادا کر دوں۔

(سب کے سب آگ میں داخل ہوتے ہیں)

---

[1] خاندان کے بانی۔ جد امجد۔

(یا. بجولاں ساگریکا آتی ہے)

ساگریکا:۔ (چاروں طرف دیکھ کر) ظالم آگ ہے کہ بڑھتی ہی جارہی ہے (کچھ سوچ کر خوش ہوتی ہے) میرے نصیب سے آج یہ آگ مجھے تمام مصیبتوں سے نجات دلادے گی۔

مہاراج:۔ ارے آگ تو ساگریکا تک پہنچ گئی اسے بچاؤں (نزدیک جاکر) میری جان اس بھاگا بھاگ میں تم بے حس وحرکت اطمینان سے کھڑی ہو۔

ساگریکا:۔ (مہاراج کو دیکھ کر من میں) یہ آریہ پتر ہیں؟ انھیں دیکھ کر مجھے جینے کی تمنا پھر ہونے لگی (سامنے آکر) مہاراج بچائیے۔ بچائیے!

مہاراج:۔ ڈرومت۔ اس گھنے دھوئیں کو ذرا برداشت کرو (سامنے دیکھ کر) ارے تمھارے سینہ سے ڈھلک کر یہ تمھارا آنچل جل رہا ہے۔ یہ بار بار گرکیوں رہی ہو۔ پیروں میں بیڑیاں پڑی ہیں کیا؟ (اپنی دھوتی سمیٹ کر) میں تم کو یہاں سے نکالے لیے چلتا ہوں مجھے پکڑلو (گلے سے لگاکر آنکھیں موند لیتا ہے اور لمس سے لطف اندوز ہونے کی اداکاری کرتا ہے) اہا۔ ایک لمحہ میں میرا سارا دکھ دور ہوگیا۔ جانِ من گھبراؤ نہیں۔ تم کو یہ آگ جلا نہیں سکتی کیوں کہ تمھارے جسم کے چھو جانے سے ہر طرح کی جلن شانت ہوجاتی ہے (آنکھیں کھول کر ہر طرف دیکھتا ہے) آئیں یہ آگ کہاں لوپ ہوگئی؟ حرم سرا تو پہلے ہی جیسی ہے (باسودتا کو دیکھ کر) باسودتا ہیں؟

باسودتا:۔ (مہاراج کے جسم پر ہاتھ پھیر کر) خوشا کہ مہاراج کے جسم پر کوئی آنچ نہیں آئی۔

مہاراج:۔ بابھروے ہیں؟

بابھروے:۔ ہم لوگوں کو دوسری زندگی ملی۔

مہاراج:۔ یہ بسوبھوت ہیں کیا؟

بسوبھوت:۔ مہاراج کی جے ہو۔

مہاراج:۔ بسنتک؟

بسنتک:۔ شریمان کی جے ہو۔

مہاراج:۔ وہ آگ کہاں گئی؟ حرم سرا ابھی موجود ہے۔ باسودتا ہیں۔ یہ بھابھروے

ہیں۔ یہ بسو بھوت ۔ یہ رومت بسنتک۔ میں خواب دیکھ رہا ہوں کیا؟ یا یہ اندر جال کا کرشمہ ہے۔

ظریف :۔ شک کی کوئی گنجائش نہیں یہ اندر جال ہی ہے۔ اُس داسی کی اولاد اندر جالک نے کہا تھا کہ وہ مہاراج کو اپنا ایک اور کھیل دکھانا چاہتا ہے۔ وہی ہے یہ۔

مہاراج :۔ تمھارے حکم سے میں ساگریکا کو لے آیا۔

باسودتا :۔ (مسکراتے ہوئے) میں جانتی ہوں۔

بسو بھوت :۔ (ساگریکا کو دیکھ کر دوسری طرف مڑ کر) بابھروے یہ تو راجکماری رتناولی سی معلوم ہوتی ہے۔

بابھروے :۔ میں بھی یہی سمجھ رہا ہوں۔

بسو بھوت :۔ دیو۔ یہ لڑکی کہاں سے ملی؟

مہاراج :۔ دیوی جانتی ہیں۔

بسو بھوت :۔ دیوی یہ کنیا کہاں سے ملی؟

باسودتا :۔ وزیر کرم۔ یہ ساگر سے ملی ہے۔ اسی لیے تو اس کو ساگریکا کہا جاتا ہے۔ وزیر سلطنت یوگندھرائن نے یہی بتا کر اس کو مجھے سونپ دیا تھا۔

مہاراج :۔ یوگندھرائن نے سونپ دیا تھا؟ بغیر میری اجازت کیسے وہ کچھ کر سکتا ہے؟

بسو بھوت :۔ (الگ ہٹ کر) بابھروے بسنتک کے گلے میں ہو بہو ویسا ہی ہار ہے۔ یہ سمندر سے ملی ہے۔ یہ یقیناً سنگل دیپ کے مہاراج کی دختر نیک اختر ہے (سامنے آکر) طول العمر ہو۔ اس حالت میں تم راجکماری رتناولی تو نہیں ہو؟

ساگریکا :۔ (ڈبڈبائی آنکھوں سے بسو بھوت کو دیکھ کر) وزیر سلطنت بسو بھوت۔ آپ ہیں؟

بسو بھوت :۔ ہاے۔ میں ہی وہ بد بخت ہوں (بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑتا ہے)

ساگریکا :۔ ہے تات۔ اے میری ماتا کہاں ہو؟ آواز دو (بسو بھوت پر گر پڑتی ہے)

باسودتا :۔ (گھبرا کر) آریہ کنچوکی۔ کیا وہی میری بہن رتناولی ہے۔

بابھروے :۔ ہاں یہ وہی ہے۔

باسودتا:۔ (رتناولی سے لپٹ کر) بہن اپنے کو سنبھال۔ دھیرج دھر۔

مہاراج:۔ کیا یہ اعلیٰ خاندان مہاراج بکرم باسو والیٔ سنگل دیپ کی کنیا ہے؟

ظریف:۔ (رتن مالا کو ہاتھ میں لے کر خود اپنے سے) میں پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ یہ عام لوگوں کا زیور نہیں ہو سکتا۔

بسوبھوت:۔ (اٹھ کر) لمبی عمر پاؤ راجکماری۔ اٹھو تسلی رکھو۔ تمہاری بڑی بہن دکھی ہو رہی ہیں ان کو گلے سے لگاؤ۔

ساگریکا:۔ (اٹھتی ہے باسودتا کو دیکھ کر خود اپنے سے) میں قصوروار ہوں۔ میں دیوی کو منھ نہیں دکھا سکتی (منھ نیچا کر لیتی ہے)

باسودتا:۔ (روتی ہوئی باہیں پھیلا کر) اری بے درد آ اب تو پیار سے مل (رتناولی کو گلے سے لگاتی ہے۔ وہ گرنے لگتی ہے) (ایک کنارے ہٹ کر) آریہ پتر اس کے ساتھ میں نے بڑی زیادتی کی ہے۔ آپ اس کی بیڑیاں کھول دیں۔

مہاراج:۔ (خوش ہو کر) جیسا دیوی کا حکم (بندھن کھولتا ہے)

باسودتا:۔ وزیر یوگندھرائن نے مجھ کو بے وقوف بنائے رکھا۔ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اندھیرے میں رکھا۔

(یوگندھرائن وزیر سلطنت داخل ہوتا ہے)

یوگندھرائن:۔ میری استدعا پر مہارانی نے چند دنوں کے لیے مہاراج کی مفارقت قبول کی۔ بعد کو میں نے مہاراج کی دوسری شادی کا منصوبہ بنا کر ان کو بڑی اذیت پہنچائی یہ بھی حقیقت ہے کہ بنس راج، مہاراج ادین کے چکرورتی[1] ہو جانے پر مہارانی کی محبت اور مسرت میں اضافہ ہو جائے گا پھر بھی میں ندامت سے منھ دکھانے کے قابل نہیں ہوں (ایک لمحہ سوچنے کے بعد) کیا کیا جائے؟ آقا کے لیے وفاداری کا عہد قابل قدر ہستیوں کے ساتھ بھی غیر اخلاقی سلوک کرنے پر مجبور کر دیتا ہے (دیکھ کر) مہاراج ہی تو ہیں؟

---

[1] شاہ عالم، شہنشاہ۔

ان کے پاس چلتا ہوں (قریب جاکر) مہاراج کی جے ہو۔ مہاراج آپ سے چھپا کر میں نے جو کچھ بھی کیا اس کے لیے آپ مجھے بخش دیں۔

مہاراج :۔ تم نے بغیر اجازت کیا کیا؟

یوگندھرائن :۔ براجیے[1]۔ پوری کہانی سناتا ہوں۔

(سب لوگ بیٹھ جاتے ہیں)

یوگندھرائن :۔ (دست بستہ) مہاراج سنیے۔ سنگھلیشور کی دختر نیک اختر کو دیکھ کر کسی کامل جیوتشی نے بتایا تھا کہ یہ جس کو بیاہی جائے گی وہ چکرورتی راجا ہو گا۔ اس بیان پر یقین کر کے میں نے والیٔ سنگل دیپ کو پیغام بھیجا تھا مگر انھوں نے مہارانی باسودتا کی ذہنی کوفت کو سوچ کر انکار کر دیا۔

مہاراج :۔ پھر؟

یوگندھرائن :۔ میں نے یہ افواہ پھیلا دی کہ مہارانی باسودتا لاوارک نام گاؤں میں جل کر مر گئیں۔ اور بعد کو بابھروے کو سنگھلیشور کی خدمت میں روانہ کیا۔

مہاراج :۔ اس کے بعد میں سن چکا ہوں۔ ہاں یہ بتاؤ تم نے کیا سوچ کر رتناولی کو مہارانی کے سپرد کیا تھا۔

ظریف :۔ یہ بھی کوئی سمجھنے کی بات ہے؟ حرم سرا میں آپ کی نظر اس پر پڑے اور کیا سوچ کر؟

مہاراج :۔ یوگندھرائن۔ تمھارا منشا بسنتک نے جان لیا۔

یوگندھرائن :۔ مہاراج۔ یہ ٹھیک کہتے ہیں۔

مہاراج :۔ اندرجال میں بھی تمھارا ہاتھ ہے؟

یوگندھرائن :۔ جی مہاراج۔ نہیں تو حرم سرا میں قید ساگریکا کو آپ دیکھ کیسے پاتے؟ اور بغیر دیکھے بسوبھوت بھی پہچانتے کیوں کر (ہنس کر) پہچاننے کے بعد مہارانی کو اپنی

---

[1] تشریف رکھیے

بہن کے ساتھ جیسا سلوک کرنا چاہیے کریں۔

باسودتا:۔ (کھلکھلا کر) وزیر مملکت یہ کیوں نہیں کہتے کہ اس کو مہاراج کو سونپ دوں۔

ظریف:۔ آپ نے ان کے من کی بات جان لی۔

باسودتا:۔ (ہاتھ پھیلا کر) آ بہن رتنا اپنی بہن کے لیے اپنا فرض تو ادا کر دوں (رتناولی کو اپنے زیوروں اور کپڑوں سے سنگار کر کے مہاراج کے قریب لے جاتی ہے) آریہ پتر اسے قبول کریں۔

مہاراج:۔ (خوش ہو کر دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے) مہارانی کے تحفہ کو ٹھکرا کون سکتا ہے؟

باسودتا:۔ اس کے گھر والے دور ہیں۔ آپ ایسا کچھ کریں کہ یہ اُن کو بھولی رہے۔

مہاراج:۔ جیسی مہارانی کی خوشی (رتناولی کو قبول کرتا ہے)

ظریف:۔ (خوشی سے ناچتا ہے) ہا۔ ہا۔ ہا۔ ساری دنیا دوست کے ہاتھ لگ گئی۔

بسو بھوت:۔ عمر دراز ہو۔ دیوی۔ تم واقعی دیوی ہے۔

یوگندھرائن:۔ میری محنت کارگر ہوئی۔ مہاراج حکم دیں اب اُن کی خوشی کے لیے اور کیا خدمت کروں۔

مہاراج:۔ میرے لیے اس سے بڑی خوشی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جانِ حیات میری محبوبہ ساگریکا مجھے مل گئی۔ اسی کے کارن میری سلطنت میں بجر وبہ کے ایک علاقہ کا اضافہ ہوا اور سنگل دیپ کے مہاراج بکرم باہو سے ناطے داری کا شرف حاصل ہوا۔ مہارانی کو اپنی بہن رتناولی سے ملنے کی خوشی نصیب ہوئی۔ کوشل کی جنگ میں فتحیابی نے میرے قدم چومے۔ ایسے لائق وزیر مملکت کے ہونے سے مجھے کیا کچھ نہیں ملا جس کی تمنا کروں؟۔

دعائے خیر و برکت[1]

(بھرت منی)

بھرپور مینھ برسا کر دیوراج اندر دھرتی کو فصلوں سے مالا مال کریں۔ برہمن شاستروں[2] کے مطابق یگوں[3] کو پورا کر کے دیوتاؤں کو مطمئن اور آسودہ کریں۔ تاقیامت نیک بھلے انسانوں کو صحت کی خوشی نصیب ہوتی رہے۔ شرپسندوں کی کبھی نہ خاموش رہنے والی کرخت اور کڑوی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو۔

---

[1] ڈراما کے خاتمہ پر [2] ہندو شریعت [3] ہون.





